بسم الله الرحمن الرحیم

اطیب الروایۃ

مقدمہ

شرح الوقایۃ

خصوصیات ومزایا

تدریسی منہج | فقہی انطباق | منطقی اجراء

فوائد غریبہ | نکات مہمہ | اصولی اجزاء | مسائل کی تحلیل وتنقیح

مؤلف

مفتی محمد طیب المستنصر حفظہ اللہ

استاذ جامعہ دار العلوم ویسہ، اٹک

ناشر:

جامعہ دار العلوم

ویسہ، اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطیب الروایۃ

مقدمہ

شرح الوقایۃ

مؤلف

مفتی محمد طیب المستنصر حفظہ اللہ

استاذ جامعہ دارالعلوم ویسہ، اٹک

ناشر: جامعہ دارالعلوم ویسہ

نام کتاب: اطیب الروایہ مقدمہ شرح الوقایہ

مولف: مفتی محمد طیب حفظہ اللہ

طبع اول: رمضان المبارک ھ

فون نمبر: 0308-8003282

ملنے کے پتے:

- جامعہ دارالعلوم ویسہ، اٹک
- مکتبہ امیر معاویہ بالمقابل جامعہ مسجد ویسہ، اٹک
- مکتبہ الحبیب ویسہ، اٹک
- اسلامی کتب خانہ صوابی
- جامعہ تعلیم القرآن، خال دیر
- جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن گندف

ناشر: جامعہ دارالعلوم ویسہ

رائے گرامی

استاذ العلماء رأس الأتقیاء شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا غلام حبیب صاحب حفظہ اللہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ عربیہ جواہر القرآن لاشاعۃ التوحید والسنۃ، ویسہ، ضلع اٹک

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، أما بعد:

بندہ ناچیز نے محترم مولانا مفتی محمد طیب زید مجدہ کی کتاب "اطیب الروایہ مقدمہ شرح الوقایہ" کے کئی مقامات کا مطالعہ کیا، ماشاء اللہ مؤلف نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ فقہ کو حل کرنے کی حتی المقدور کامیاب کوشش کی، اور بہت عجیب وغریب انداز سے مسائل کی تحلیل و تنقیح کا اسلوب اپنایا، جس کو دیکھ کر بے حد دلی مسرت ہوئی۔ میری معلومات کے مطابق فقہ کو اس طرز پر حل کرنے کی یہ اولین کاوش ہے، اگر یوں کہا جائے "لم يسبق اليه أحد" تو بجا ہوگا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالی نے ہماری جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کو جہاں دیگر خصوصیات اور مزایا سے مالا مال فرمایا تو وہاں ہمیں ایسے قابل قدر، ذی استعداد نوجوان اور قابل صد افتخار مدرسین عطا فرمائے، جن کی قابلیت اور علمی رسوخ قابل رشک ہے، من جملہ ان جوانوں میں زیر نظر کتاب کے مصنف مفتی محمد طیب صاحب ہیں، اللہ تعالی مصنف کے مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے، اور کتاب کو علماء طلباء کے لیے مفید بنادے، اور مؤلف کتاب کو دنیوی اور اخروی خیر و برکت سے مالا مال فرمادے۔ آمین!

وأنا الأحقر

غلام حبیب عفی عنہ

خادم تدریس بجامعہ جواہر القرآن لاشاعت التوحید والسنۃ

ویسہ ضلع اٹک

رائے گرامی

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ

استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم تعلیم الاسلام کامل پور موسیٰ، ویسہ اٹک

الحمد لله والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده:

حقیقت یہ کہ اس کارخانہ عالم میں ہر بندہ رضا خداوندی کے حصول کے لیے کوشاں ہے، الا ماشاء اللہ، مگر ہر بندے کوشش اپنی فہم اور عقل سے کرتا ہے، جس سے ہر بندے کی کوشش بارآور نہیں ہوتی صرف وہ کوشش جو قرآن وسنت کے مطابق ہو بارآور ہے، کیونکہ قرآن متن ہے اور حدیث اس کی شرح ہے، اور حضور ﷺ اس کے شارح اول اور حضرات صحابہ کرامؓ شارحین ثانی اور حضرات فقہائے کرام شارحین ثالث ہیں، فقہائے کرام کی جہد کو فقہ کہا جاتا ہے۔

ہمارے بھائی مولوی محمد طیب صاحب انہی مخلصین لوگوں میں ہے جنہوں نے درس نظامی کی مشہور و مستند کتاب "شرح الوقایہ" پر کچھ سطور لکھ کر امت پر احسان کیا ہے۔ اللہ تعالی ان کی اس ساعی جمیلہ کو اپنے دربار میں قبول فرمائے، اور ان کے لیے، ان کے والدین، اساتذہ کرام اور پوری امت مسلمہ کے لیے توشہ آخرت بنائے۔

حفیظ الرحمن کاملپور موسی

رائے گرامی

استاذ العلماء فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ حفظہ اللہ
شیخ الحدیث ورئیس دار الافتاء جامعہ دار العلوم تعلیم الاسلام کاملپور موسی، ویسہ، ضلع اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین میں تفقہ حاصل کرنا ایک بہت اہم اور فضیلت والا کام ہے، علماء امت نے اپنے اپنے وقت میں امت کی راہنمائی کی، اور فقہ پر مختلف انداز میں کام فرماتے رہے، حاضر وقت کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے ایک فاضل نوجوان عالم دین مولانا محمد طیب صاحب جو ماشاء اللہ علم وتحقیق کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، نے " شرح الوقایہ" جیسی بہترین اور اہم کتاب کی نہایت سھل، مفہم اور مفید انداز میں شرح لکھی ہے۔ میں نے اسے چند مواضع سے دیکھا بہت مفید پایا، طلبہ علم کے لیے کتاب کے حل کرنے میں اور علمی استعداد بڑھانے میں بے حد مفید ہے، اس لیے ان کو چاہیے کہ اس سے استفادہ کریں، اور اپنے علم میں رسوخ پیدا کرنے کی کوشش کریں، آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی مصنف کے لیے اس شرح کو ذریعہ نجات بنائے، اور مزید علمی کاموں کی انہیں توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین!

کتبہ

ابو محمد حبیب اللہ عفا اللہ عنہ

رائے گرامی

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا ظفر احمد باجوڑی حفظہ اللہ

استاذ جامعہ جواہر القرآن سلیم خان صوابی

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفى، اما بعد:

علوم اسلامیہ میں علم الفقہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اور بالخصوص فقہ حنفی کی افادیت اور ہمہ گیر شہرت اظہر من الشمس ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں فقہ حنفی سرکاری قانون اور آئین کے طور پر رائج رہا۔معروف عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے دور خلافت میں امام ابو حنیفہؒ کے مایہ ناز شاگرد امام ابو یوسف قاضی القضاۃ ر کے منصب پر فائز رہے۔جنہوں نے حوادث اور نوازل فقہ حنفی کے روشنی میں حل کیے،اسی طرح ماضی قریب میں اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں برصغیر میں فقہ حنفی کو آئینی حیثیت حاصل تھی۔موصوف نے ایک مجلس علمی تشکیل دی جنہوں نے فقہ حنفی کے فروعات اور جزئیات کو استخراج کرکے ایک مستقل فتاوی عالمگیریہ مرتب کیا۔

الغرض فقہ حنفی پر ہر دور میں مستقل کتابیں لکھی گئیں،من جملہ ان تصانیف میں "ھـدایـــه" ہے جس کو عالم گیر شہرت ملی،اس کے بعد فقہ حنفی کی ترویج وارتقاء کے لیے متنوع تصانیف اور فتاوی جات معرض وجود میں آئیں،جن میں فتاوی قاضی خان اور فتاوی شامی معروف اور متداول ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری میں تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ نے اپنے پوتے کے لیے "ھـدایـه" سے انتخاب کرکے "وقـایـه" کے نام سے ایک متن لکھا،پھر صدر الشریعہ ثانی نے ''وقایہ'' کی ایک مفصل اور جامع شرح تصنیف فرمائی،جو اپنی جامعیت کے ساتھ عدیم النظیر ہے، جس کے بعض مقامات انتہائی مشکل اور مغلق ہیں،یہی وجہ ہے کہ طلبہ کرام کو اس کی عبارت حل کرنے میں کافی مشکلات درپیش آتی ہیں،اور مسائل واحکام کے افہام وتفہیم میں مشکلات کا

سامنا کرنا پڑتا ہے، اسی ضرورت کے پیش نظر اہل علم نے اس کی مختلف شروحات لکھی، جنہوں نے کتاب کو حل کرنے میں حتی المقدور کوشش کیں، تاہم ان میں میرے قابل کرم بھائی حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب، زید مجده بارك الله في علمه وعمره، نے شرح وقایہ کے مشکل مقامات کو حل کرنے کے لیے ایک جامع اور مانع مفید مقدمہ لکھا جس کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی اور یہ میری دلی اور دیرینہ تمنا تھی، جس کو مفتی صاحب نے احسن انداز میں پورا کیا۔ اللہ تعالی اس کاوش کو تا قیامت شرف قبولیت عطا فرمائے، اور اللہ تعالی اس کو مؤلف کے لیے دنیا و آخرت میں ذریعہ نجات بنا دے۔ آمین!

ظفر احمد بن شاهی خان باجوڑی

حال مدرس وخادم مدرسه جوهر القرآن

سلیم خان صوابی

تاریخ: ۵ /۱۱ /۲۰۱۶ء

تقدیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن وحدیث کے بعد اسلام کا دارومدار فقہ پر ہے، اس لیے کہ فقہ اسلامی انسان کی تمام شعبہائے حیات میں غیر معمولی کردار ادا کرتی ہے، عبادات، معاملات، مرافعات، عقوبات، عائلی قوانین، عدالتی قوانین اور بین المللی قوانین کی تشریح وتوضیح اور تحریر وتحلیل فقہ اسلامی کی مرہون منت ہے، اس عالمگیریت اور جامعیت کے پیش نظر عہد نبوی سے لے کر خلافت عثمانیہ کے سقوط تک فقہ اسلامی سے ایشیاء، افریقہ، اور مغرب کے ایک بہت بڑے خطے پر فرماں روائی کی ہے۔

تاریخ طبقات اور تراجم کی کتابوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فقہ اسلامی نے مختلف ارتقائی ادوار اور مراحل طے کیے ہیں، جس میں عہد نبوی اور خلافت راشدہ کا دور، فقہ کی تاسیی مدرسہ حجاز اور شام وعراق کی نشونما کا دور، فقہ وحدیث کی فنی تدوین اور مذاہب حنفیہ کی تشکیل کا عہد، تقلید اور باب اجتہاد بند ہوجانے کا زمانہ، اور نئی فقہی بیداری کا عہد خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ان تمام فکری اور ارتقائی ماحول میں فقہ اسلام نے اپنی تنوع اور جامعیت کا لوہا منوایا، اگر فقہ اسلامی میں ہمہ جہت رہنمائی کی صلاحیت نہ ہوتی تو ہرگز وہ یہ مقام حاصل نہیں کر پاتی۔

فقہ اسلامی کے نئی عہد بیداری میں مختلف ممالک مکاتب فکر کے عبقری شخصیات اور جہابذہ فن نے اپنی مذاہب کی توزیع وترویج میں قابل قدر خدمات سرانجام دیئے، مختلف مذاہب کے متعلق متون کی توضیح وتشریح پر مبنی شروحات معرض وجود میں آئی، فتاوی مرتب ہوئے، فتاوی سے دو قسم کی کتابیں مراد ہیں، ایک متاخرین کے اجتہادات اور دوسرے مستفتیوں کے سوالات کے جوابات۔

متقدمین اور متاخرین کے دور کا باہمی موازنہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ متقدمین کے دور میں باہمی ارتباط اور افادہ واستفادہ کا دائرہ بہت وسیع تھا، لیکن متاخرین کے دور میں افادہ و استفادہ کا یہ عالمی مزاج محدود ہوا، متقدمین کے دور میں کتابوں میں طرز گفتگو مجتہدانہ اسلوب میں ہوئی تھی، جبکہ متاخرین کی کتبوں میں کثرت سے جزئیات کو جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، نیز متقدمین کا طریقہ تالیف سہل اور سلیس ہوتا تھا، اصل توجہ فن اور مضمون پر ہوتی تھی، لیکن متاخرین کے ہاں مغلق

عبارات اور مختصر نویسی کمال ٹھہرا، یہاں تک کہ عبارتیں چیستان بن گئیں، پھر بعد میں آنے والے مصنفین نے ان کی عقدہ کشائی میں اپنا زورِ قلم صرف کیا، حواشی، شروحات، پھران شروحات پر حواشی اور کبھی شروحات پر شروحات کا سلسلہ شروع ہوا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصل فن سے توجہ ہٹ گئی اور غیر متعلق امور پر استعداد صرف ہونے لگی، فقہ قواعد اور فنی انطباق سے بے اعتنائی کا سلسلہ شروع ہوا اور مسائل سمجھنے کی بجائے قیل وقال پر زور آزمائی ہونے لگی، تاہم بعض اہل علم نے متقدمین کے مناہج اور اسالیب کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا، اور ان ہی کے طرز کو انفع اور اسہل سمجھا، جس سے اصل کتاب سمجھنے میں بے حد آسانیاں پیدا ہوئیں، فجز اہم اللہ خیرا۔

زیر نظر کتاب " أطیب الروایہ مقدمہ شرح الوقایہ" برادر مکرم مفتی محمد طیب حفظہ اللہ کی تصنیفی کاوش ہے، جس میں انہوں نے فقہ حنفی کی معروف ومتداول کتاب ''شرح الوقایہ'' کی تنقیح وتحلیل کے لیے ایک پر مغز اور جاندار مقدمہ تحریر فرمایا، جو دیگر خصوصیات اور مزایا کے ساتھ ساتھ فنی قواعد اور اصطلاحات کے انطباق پر مشتمل ہے۔

یہ بات حقیقت ہے کہ مفتی صاحب کی یہ کاوش فقہی انطباق کے سلسلے میں خشت اول کا کردار ادا کرے گی، اور انشاء اللہ تشنگان علوم کے لیے ایک اہم کتاب ثابت ہوگی، اور اس تدریبی منہج سے علوم و فنون کے مشوقین خوب مستفید ہونگے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے اللہ تعالی مصنف کے لیے اس شرح کو ذریعہ نجات بنائے، اور شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

ارشاد الرحمن المعتصم

رئیس شعبہ تخصص فی الحدیث النبوی

جامعہ اشاعت الاسلام موٹھڑہ چوک حسن ابدال

فہرست مضامین

مقدمہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فقہ قرآن حدیث کی ایک استخراجی صورت ہے یہی وجہ ہے کہ فقہ اسلامی علوم وفنون میں نہایت اہمیت کا حامل ہے قرآن کا فہم اور حدیث کے غوامض ومعانی سمجھنے کیلئے فقہ کا مطالعہ ازحد ضروری ہے۔ جہاں مسئلہ قرآن وحدیث میں نہ ہو تو استنباط واستخراج سے فقہ ایسی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ فقہائے کرام نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے بدولت بے شمار مسائل کا استنباط کیا، اسباب وعلل کی نشاندہی کی، متنوع جزئیات کا استخراج کیا، نوادرات ونوازل کا حل پیش کیا ،جدید اور پیش آمد مسائل کی تحلیل وتشکیل کیلئے قواعد وضوابط کی تاسیس کی، استخراج واستنباط کے اصول وضع کئے۔ عبادات معاملات اور معاشرتی مسائل کے ہر ہر جز کی تحقیق وتنقیح کا حق ادا کیا۔

فقہاء کرام وہ خوش نصیب جماعت ہے جو رشد وہدایت اور خیر وبھلائی کے مشعل راہ ہے۔

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مرفوعا روایت ہے "عن ابن عباس أن رسول اللها قال: من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين " ترجمہ: اللہ تعالی جس بندہ سے خیر کا ارادہ فرمائے اسے دین کی فقاہت عطا فرماتے ہے۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہؓ سے مرفوعا روایت ہے۔ " الناس معادن خيارهم في الجاهلية خيارهم في الإسلام إذا فقهوا" ترجمہ: لوگ کانیں ہیں، جو زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی وہی اچھے ہوں گے جب وہ فقہ کو ماننے لگیں۔

سنن دارمی میں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل اور ابو موسی اشعری کو یمن بیجا، حضرت معاذ بن جبل نے وہاں پہنچ کر جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے اسلام کی رغبت دلائی اور تفقہ فی القرآن کی نصیحت کی۔

" فخطب الناس معاذ فحضهم على الإسلام وأمرهم بالتفقه في القرآن "

فقہ کا آغاز عہد صحابہ میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسائل غیر منصوص میں صحابہ کرام کو اجتہاد کی تلقین فرمائی۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حوادث اور نوازل میں اسی راہ

پر گامزن رہے۔ صحابہ کرام میں فقہاء کی تعداد مختلف بتائی گئی ہے۔ تاہم معروف تبحر عالم حافظ ابن قیم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''اعلام الموقعین'' میں ایک سو تیس سے زائد بتائی ہے۔ جن میں معروف وبلند فقہاء امیر المومنین عمر بن خطاب، امیر المومنین عثمان بن عفان، امیر المومنین علی بن ابی طالب، ام المومنین حضرت عائشہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل وغیرہم ہیں۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

اذا ما اعتز ذو علم بعلم فعلم الفقه اولى باعتزاز

فكم طيب تفوح ولا كمسك وكم طير يطير ولا كباز

صحابہ کرام کے بعد تابعین کے دور میں جلیل القدر فقہاء اسلامی دنیا میں ظاہر ہوئے، جو تفقہ اور اجتہاد کے بلند مقام پر فائز رہے۔ انہوں نے کرہ ارض پر دین اسلام کی جامعیت ہمہ گیری کا لوہا منوایا۔ جن میں معروف فقہاء علقمہ بن قیس، مسروق بن جدع، سعید بن جبیر، مجاہد بن جبیر، عامر بن شرجیل شعبی، سعید بن مسیب، ابراھیم نخعی، عطا بن ابی رباخ، اور امام حسن بصری وغیرہم ہیں۔

دوسری اور تیسری ہجری میں ملت اسلامیہ کے ایک بہت بڑے طبقہ نے تفقہ فی الدین کیلئے اپنی زندگیاں صرف کیں، فقہ اسلام کے ترویج اور بلادستی کیلئے گراں تر خدمات سرانجام دیے، فقہی قوائد اور ضوابط کی اساس رکھی، قرآن وحدیث نصوص سے ہزاروں مسائل اقتباس کئے، فقہ اسلامی کی تدوین کی، جن میں سرفہرست امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد بن شیبانی، امام مالک بن انس، امام زفر بن ہدیل، امام اوزاعی، امام محمد بن ادریس حنفی، اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ وغیرہ ہیں۔

فقہ حنفی کی ترویج وارتقاء میں امام ابی یوسف، ابراہیم بن یعقوب، اور امام محمد بن شیبانی کا غیر معمولی اور بے مثال کردار ہے، جب خلیفہ عبدالرشید کے دور میں امام ابی یوسف قاضی القضاء ہوئے تو فقہ حنفی نے سرکاری مذہب کی حیثیت اختیار کر لی، جس کی وجہ سے فقہ حنفی کو قبول عام اور فروغ دوام حاصل ہوا۔

امام محمد میں تالیف وتدوین کی غیر معمول صلاحیت تھی، فقہ عراقی کو اطراف تک منتقل کرنے کا سہرا انہی کے سر پر ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ابوحنیفہ کے علم کو جس قدر امام محمد نے اپنی تصانیف کے ذریعے پھیلایا ہے اس کی مثال امام ابوحنیفہ کے تلامذہ میں نہیں ملتی۔ کتاب الآثار اور موطا کے علاوہ

مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر کبیر، سیر صغیر وغیرہ آپ کی شہرہ اُفاق کتابیں ہیں۔

پانچویں صدی ہجری میں ابوالحسن قدوری نے فقہ حنفی کا ایک مختصر، عمدہ اور جامع متن تالیف فرمایا جو مشہور اور مقبول ہوا۔ اور اس نے فقہ حنفی میں ایک مقبول متن کی حیثیت اختیار کر لی۔ بلکہ علامہ مرغینانی کی معروف کتاب ''ہدایہ'' کو ایک حد تک اس کی شرح کہا جا سکتا ہے۔

چھٹی صدی ہجری میں علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی نے مختصر القدوری اور جامع صغیر دونوں کو سامنے رکھ کر ایک " بدایہ المبتدی " کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی، پھر آپ نے اس کی ایک ضخیم شرح " كفاية المنتهى " کے نام سے تالیف کی، جو غیر معمولی طوالت کی حامل تھی پھر آپ کو اس بات کا اندیشہ لاحق ہوا کہ اتنی مبسوط اور ضخیم کتاب سے کون استفادہ کرے گا تو اس ضرورت کے پیش نظر آپ نے "بداية المبتدی" کی دوسری جامع اور مختصر شرح لکھی جس کا نام آپ نے "هدايه" تجویز فرمایا

ہدایہ فقہ حنفی کی وہ لازوال اور شاہکار کتاب ہے، جس کی ہمہ گیری، قوۃ استدلال اور جامعیت کے سامنے بڑے بڑے مکاتیب فقہ ماند پڑھ گے، ہدایہ کے بعد اسی حجم کی جامع، نافع اور مستند کتاب خود فقہ حنفی بھی پیش نہ کر سکا۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

آٹھویں صدی میں تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ نے اپنے پوتے صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ کے لیے ہدایہ سے انتخاب کر کے " وقايه " کے نام سے ایک متن لکھا۔ تا کہ وہ فقہ کے اس منتخب متن کو یاد کر لیں۔ پھر صدر الشریعہ ثانی نے " وقايه " کی ایسی عمدہ اور کار آمد شرح لکھی، جو آج تک علماء اور طلباء میں مقبول رہی ہے۔

عرصہ دارز سے درس نظامی میں " شرح الوقايه " (اولین) شامل نصاب تھی، تاہم چند سال قبل ''شرح الوقايه'' (آخرین) کو نصاب میں شامل کیا گیا، جو فقہ المعاملات پر مشتمل ہے، جن میں معاملات پر انتہائی مدلل اور سیر حاصل بحث کی گئی ہے، یہ بات ظاہر ہے کہ کتاب کا اسلوب محققانہ ہے، جس کی وجہ سے افہام و تفہیم میں کافی مشکلات نے جنم دیا، اور اس کیساتھ ساتھ کوئی قابل قدر شرح یا حاشیہ عربی یا اردو زبان میں دستیاب نہیں تھا، جس کی وجہ سے پڑھنے اور پڑھانے میں دشواری پیش

آئی، پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی کئی شروحات منظر عام پر آ گئی۔

جامعہ دار العلوم ویسہ کی مجلس علمی نے چند سال قبل بندہ عاجز کو شرح وقایہ آخرین پڑھانے کی ذمہ داری سونپ دی، بندہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر " شرح وقایہ " پڑھانا شروع کیا، دوران درس دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا، کہ کوئی ایسی شرح لکھی جائے، جس میں مسائل کے توضیح وتنقیح کے ساتھ فنی قواعد وضوابط کی عملی انطباق پر خصوصی توجہ دی جائے، فقہی انطباق میں منقول اور معقول دونوں سے مدد لی جائے، تاکہ ضبط وفہم کا علی وجہ البصیرۃ کا ملکہ حاصل ہو، اور احکام ومسائل کی تحلیل وتنقیح میں حتی الامکان آسانی رہے، بندہ نے بنام خدا اس سلسلہ کا آغاز کیا اور ایک مخصوص اسلوب ومنہج کی داغ بیل ڈال دی جس کا ایک باب بحمد اللہ مکمل ہو چکا ہے، بندہ عاجز اپنی کم علمی کا معترف ہے، لیکن اللہ تعالی کی توفیق شامل حال رہی جس کی وجہ سے یہ عاجز کچھ لکھنے کے قابل ہوا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ برادر کبیر پیکر اخلاص حضرت مولانا عبد الوحید صاحب مہتمم جامعہ دار العلوم ویسہ کا شکر گذار ہوں، جنہوں نے مجھے جامعہ کے دیگر مصروفیات اور سرگرمیوں سے بالکل الگ تھلگ اور یکسو رکھا اور تدریس وتالیف کا اہم موقع فراہم کیا۔ آخر میں بندہ ان تمام احباب کا بے حد ممنون اور مشکور ہے۔ جنہوں نے ہمیں اپنی قیمتی آراء وں اور تجاویز کا عندیہ دیا، جس میں میرے مشفق استاذ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا ظفر احمد باجوڑی حفظہ اللہ اور مفتی ارشاد الرحمٰن حفظہ اللہ استاذ شعبہ تخصص فی الحدیث قابل ذکر ہیں اللہ تعالی ہماری اس ادنی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہمارے لیے ذخیرہ آخرت بنادے۔ آمین

محمد طیب المستنصر

استاذ جامعہ دار العلوم ویسہ

کچھ اس شرح کے بارے میں

ہر فن کا ایک خاص طرز اور اسلوب ہوتا ہے، اسی طرح اس کے لیے خاص اصول اور ضوابط ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اس فن کا سیکھنا اور ضبط کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ فقہ کے لیے بھی کچھ اصول اور ضوابط ہیں جس کی وجہ سے فقہ کا ضبط کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ بندہ نے اپنی وسعت کے مطابق اس شرح میں ان اصول اور ضوابط میں سے درج ذیل اصولوں کا التزام کیا ہے۔

[۱] رسالہ میں فقہ کے قواعد کے اجراء کا اہتمام کیا گیا ہے۔ کیونکہ قواعد فقہ وہ کلیات ہیں جس کے ذریعے جزئیات کے احکامات باسانی معلوم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مشہور قول ہے۔

" کل فقه لم يخرج على القواعد ، فليس بشيء. "

[۲] ہر کتاب کا ماقبل کے ساتھ ربط ذکر کیا گیا ہے۔

[۳] ہر کتاب اور باب کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے۔

[۴] بعض مواقع میں اصول فقہ کے بعض اصطلاحات کا اجراء کیا گیا ہے، مثلاً دلیل نقلی سے استدلال کے وقت اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ استدلال " عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص " میں سے کس نوعیت کا ہے۔

[۵] اگر کہیں مسئلہ کے حکم میں اختلاف ہو، اور اس میں مجتہدین کے دو سے زائد اقوال ہوں، اگر دو قول ہوں تو اس کو "مثنی" کا نام دیا گیا ہے، اور اگر تین، چار یا پانچ اقوال ہوں، تو اس کو "مثلثۃ، مربعۃ، مخمسہ" کا نام دیا گیا ہے۔

[۶] جہاں پر مناسب سمجھا وہاں پر تسہیل کے لیے نقشہ بھی دیا گیا ہے۔

[۷] بیع کی اقسام جن کا ذکر آگے آ رہا ہے اکثر مقامات میں ان کا اجراء کیا گیا ہے، تاکہ اچھی طرح یاد اور ذہن نشین ہو جائے۔

[۸] اگر مسئلہ کی دلیل نقلی ہو یعنی کتاب اللہ سنت رسول اور اجماع سے ہو تو اس کی نشاندہی کی گئی

ہے۔اور اگر عقلی ہو تو اس کو قواعد فقہ اور منطقی طرز پر حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بنیادی اصطلاحات

فقہ میں ''مسئلہ'' کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے، مسئلہ کے تین اجزاء ہوتے ہیں۔

(۱) صورت (۲) حکم (۳) دلیل

صورت اور حکم متن میں ہوتے ہیں، اور دلائل حواشی اور شروح میں ہوتے ہیں، اگر مسئلہ میں ایک ہی صورت ہو تو اس کو "احادیه" کہتے ہیں۔اور اگر مسئلہ کی دو صورتیں ہوں تو اس کو "ثنائية" کہتے ہیں، اور اگر مسئلہ کی تین یا چار صورتیں ہوں تو اس کو " ثلاثیه، رباعیه "کہتے ہیں۔

رسالہ میں مسئلہ کے تینوں اجزاء کی نشاندہی کی گئی ہے۔اور مسئلہ کی صورتوں کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

علم منطق اگر چہ فقہ سے جدا اور ایک مستقل فن ہے، لیکن دلیل بغیر علم منطق کے حل نہیں ہوسکتا، لہذا علم منطق کا جو حصہ حجت کے متعلق ہے اس کے اجزاء کے بغیر دلائل فقہ کو کما حقہ حل کرنا ممکن نہیں، اس وجہ سے اس رسالے میں دلائل فقہ میں سے عقلی دلائل کو منطقی طرز پر حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

فقہ کی کتابوں میں دو قسم کی دلیل پیش کی جاتی ہیں۔نقلی، عقلی

نقلی دلیل تین قسم پر ہیں۔کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع،

فقہ کی کتابوں میں یہ ادلۃ کبھی تو بلا ترتیب مذکور ہوتے ہیں۔

کتاب اللہ کی مثال: لا ذبيحة وثني ومجوسي وتارك التسمية عمدا هذا عندنا؛ لقوله تعالى: ﴿ولا تاكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه﴾

فان تركها ناسيا حل؛لعذر النسيان،قال الله تعالى:

﴿ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا﴾ [شرح الوقاية، كتاب الذبائح:٣٦،٣٧]

سنت رسول کی مثال: ان المشترى اقام بينة اولا انه ابق عنده،فان لم تكن له بينة يحلف البائع عندهما انك ما تعلم انه ابق عند المشترى؛لقوله عليه السلام : " البينة على

المدعي واليمين على من انكر"[شرح الوقاية: كتاب البيع، باب خيار العيب، ص:٥٣]

اجماع کی مثال: وكره تقبيل الرجل واعتناقه في ازار واحد، وجاز مع قميص ومصافحته، عطف على الضمير في جاز، هذا عند ابي حنيفة ومحمد، وقال ابو يوسف: لا باس بهما في ازار واحد، واما مع القميص فلا باس بالاجماع۔

[شرح الوقاية، كتاب الكراهية: ٥٦، ٥٧)

بعض مرتبہ یہ تینوں ادلہ ترتیب کے ساتھ مذکور ہوتے ہیں۔جیسا کہ ہدایہ ''کتاب الزکوۃ'' کے شروع میں ہے۔

الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم إذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول۔ أما الوجوب فلقوله تعالى: "وآتوا الزكاة" ولقوله صلى الله عليه وسلم:" أدوا زكاة أموالكم" وعليه إجماع الأمة.

[هداية، كتاب الزكوة : ٩٦]

دوسری دلیل جو کتب فقہ میں زیر بحث ہوتی ہے وہ دلیل عقلی ہے۔

دلیل عقلی تین قسم پر ہیں

(۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل

پھر قیاس کی دو قسمیں ہیں۔

۱: اقترانی ۲: استثنائی

[۱] قیاس اقترانی: قیاس اقترانی اس دلیل کو کہتے ہیں جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہ ہو۔ اس میں چونکہ دو مقدمات کو مقرون اور جوڑ کر نتیجہ نکالا جاتا ہے، اس لیے اس کو قیاس اقترانی کہتے ہیں۔ پہلے مقدمہ کو صغریٰ اور دوسرے کو کبریٰ کہتے ہیں۔ ہر مقدمہ کے دو جز ہوتے ہیں، پہلے کو موضوع اور دوسرے کو محمول کہتے ہیں۔ نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور محمول کو اکبر کہا جاتا ہے۔ جو مقدمہ اصغر پر مشتمل ہو اس کو صغریٰ اور جو اکبر پر مشتمل ہو اس کو کبریٰ کہتے ہیں۔ جو جز ان دونوں مقدموں میں مکرر ہوتا ہے، اس

کو "حداوسط" کہتے ہیں۔حداوسط کے گرانے سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔قیاس اقترانی کی چار اشکال ہیں۔

[۱]**شکل اول:** شکل اول دلیل کی اس صورت کو کہتے ہیں جس میں حداوسط وسط میں ہو، یعنی صغری میں محمول اور کبری میں موضوع ہو۔

[۲]**شکل ثانی:** شکل ثانی اس دلیل کو کہتے ہیں جس میں حداوسط صغری اور کبری دونوں میں محمول ہو۔

[۳]**شکل ثالث:** وہ ہے جس میں حداوسط صغری کبری دونوں میں موضوع ہو۔

[۴]**شکل رابع:** جس میں حداوسط صغری میں موضوع اور کبری میں محمول ہو۔

مقدمات کی تنقیح کے ساتھ کبھی کسی قدر تصرف وتحویل کی بھی ضرورت پڑتی ہے،تب جا کر مقدمات کی ترتیب واضح ہوتی ہے۔کبھی صغری میں تصرف کر کے مقدمات کو ترتیب دی جاتی ہے۔اور کبھی کبری میں تصرف کر کے شکل بنائی جاتی ہے۔

ہر شکل میں دو مقدمے ہوتے ہیں،ان کو ملانے سے ایک تیسرا مقدمہ حاصل ہوتا ہے۔اس کو نتیجہ کہتے ہیں۔فقہ کی کتابوں میں ہمیشہ یہ تینوں مقدمات مذکور نہیں ہوتے ، بلکہ کبھی ایک یا دو کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔کبھی تو تینوں (صغری، کبری، نتیجہ) مذکور ہوتے ہیں۔کبھی صغری کبری تو مذکور ہوتے ہیں لیکن نتیجہ محذوف ہوتا ہے۔کبھی صرف صغری اور نتیجہ مذکور ہوتا ہے۔اور کبھی صرف کبری اور نتیجہ مذکور ہوتا ہیں۔اور کبھی تینوں میں سے صرف ایک مذکور ہوتا ہے۔

[۱]**مذکور المقدمتین والنتیجه:** ولو استثنی بناء دار اقر بها کانا للمقر له ؛لان الاستثناء لا یصح؛لان البناء انما یدخل بالتبعیة،وما هو کذالك لا یصح استثنائه.

[شرح الوقایة،باب الاستثناء:۲۳۸]

اس مثال میں " البناء انما یدخل بالتبعیة " صغری،وما هو کذالك لا یصح استثنائه، کبری اور "الاستثناء لا یصح "نتیجہ ہے۔

[۲] **مذکور المقدمتین محذوف النتیجه:**

بیع بشرط الخیار فقبضه المشتری فهلك فی یده یجب علیه القیمة؛لانه

مقبوض على سوم الشراء،وهو مضمون بالقيمة

[شرح الوقاية،باب الخيار:۲۰]

مضمون على سوم الشراء صغری،اور"وهو مضمون بالقيمة" کبری ہے۔نتیجہ ہوگا"
وهو مقبوض بالقيمة"

[۳] **مذكور الصغرى والنتيجه محذوف الكبرى:** لا يجوز فيما لم يوجد من حين العقدالى حين المحل،وعند الشافعیؒ يجوز اذا كان موجودا وقت المحل للقدرةعلى التسليم حال وجوده،ولنا قوله عليه السلام" لا تسلموا فى الثمار حتى يبدو صلاحها" ولانه عقد المفاليس،فلا بد من استمرار الوجودفى مدة الاجل

[شرح الوقاية،باب السلم: ٦٧]

اس مثال میں" ولانه عقد المفاليس" صغری ہے۔اور" وكل عقد صفته هكذافلا بد من استمرار الوجودفى مدة الاجل" کبری ہے۔نتیجہ ہوگا: " فلا بد فيه من استمرار الوجودفى مدة الاجل"

[۴] **مذكورالكبرى فقط:** وعبد مشرى بشرط خبزه او كتبه ووجد بخلافه اخذ بثمنه او ترك؛لان الاوصاف لا يقابلها شیء من الثمن۔

[شرح الوقاية،باب الخيار: ۲۵]

"لان الاوصاف لا يقابلها شیء من الثمن" کبری ہے۔اورصغری محذوف ہے. "لان الخبز والكتابة اوصاف"

نتیجہ ہوگا۔" الخبز والكتابة لا يقابلها من الثمن"

[۵] **مذكور الصغرى فقط:** ولو بين لكل ثمنا صح فى الاقل بقدره وخير،وفسد فى الاكثر؛لان المبيع مجهول۔

[شرح الوقاية،كتاب البيع: ۱۵]

"لان المبیع مجهول،، صغری ہے۔ کبری اس کا محذوف ہے.و کل عقد صفته هکذا فهو فاسد

[۲] **قیاس استثنائی:** قیاس استثنائی اس قیاس کو کہتے ہیں جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور ہو۔ اس کا پہلا حصہ قضیہ شرطیہ ہوتا ہے۔ اگر وہ شرطیہ متصل ہو تو اُس کو "قیاس استثنائی متصل" اور اگر قضیہ منفصل ہو تو اس کو "قیاس استثنائی منفصل" کہا جاتا ہے۔ قیاس استثنائی کے پہلے جز میں تلازم ہوتا ہے اس لیے پہلا ملزوم اور دوسرا لازم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نتیجہ اخذ کرتے وقت اگر استثناء کے بعد مقدم کا اثبات ہو تو نتیجہ تالی کا اثبات ہوگا، یعنی "الملزوم یستلزم وجود اللازم" اور اگر اس میں تالی کی نفی ہو تو نتیجہ مقدم کی نفی ہوگا، یعنی "انتفاء اللازم یستلزم انفاء الملزوم "

قیاس اقترانی کی طرح قیاس استثنائی کے دوسرے جز کو بھی اکثر حذف کر دیا جاتا ہے۔

قرآن کریم سے قیاس استثنائی کی مثال: ﴿فلولا انه کان من المسبحین،للبث فی بطنه الی یوم یبعثون ﴾[لکنه لم یلبث فی بطنه ؛لانه کان من المسبحین]

فقہ سے قیاس استثنائی کی مثال: باعا عبدا صفقة واحدة ، وضمن احدهما لصاحبه حصة من الثمن لا یصح؛لانه لو صح الضمان مع الشرکة یصیر ضامنا لنفسه،

[شرح الوقایة، کتاب الکفالة: ۱۰۸]" لکن الضمان لنفسه غیر جائز" یہ استثنائے نقیض تالی ہے۔ نتیجہ نقیض مقدم ہوگا۔" لا یصح الضمان مع الشرکة"

" ولو صح فی نصیب صاحبه یودی الی قسمة الدین قبل قبضه"(ایضا)لکن قسمة الدین قبل قبضه غیر جائز" استثناء نقیض تالی ہے۔ نتیجہ نقیض مقدم ہوگا۔ لا یصح فی نصیب صاحبه

تمثیل

تمثیل کی تعریف:

" تعدیة الحکم من الاصل الی الفرع لعلة جامعة "

تمثیل کو فقہائے کرام قیاس سے تعبیر کرتے ہیں۔ تمثیل میں چار ارکان ہوتے ہیں: مقیس، مقیس علیہ،

علۃ جامعۃ اور حکم، فقہ کی کتابوں میں چاروں کا اکٹھا ذکر کم ملتا ہے، البتہ دو بنیادی اجزاء (مقیس، مقیس علیہ) بہر حال ذکر ہوتے ہیں۔

قرآن سے مثال: ﴿كدأب آل فرعون والذين من قبلهم كذبوا بآيات ربهم فأهلكناهم بذنوبهم وأغرقنا آل فرعون وكل كانوا ظالمين﴾

مذکورہ مثال میں موجودہ کافروں کا حال مقیس، اور آل فرعون کا حال مقیس علیہ ہے۔ "كذبوا بآيات ربهم" علت مشترکہ اور "اهلكناهم" حکم ہے۔

فقہ سے مثال: " والفيل كالسبع خلافا لمحمد حتى يجوز بيع عظمه والانتفاع بعظمه

[شرح الوقاية، باب البيع الفاسد: ٤٣]

ان دلائل کے علاوہ تین مخصوص قسم کی فقہی دلیلیں ہیں جن سے فقہاء ان جزئیات کے احکامات کا استنباط کرتے ہیں جو کہ غیر منصوص ہوتے ہیں، انہیں استدلالات عامہ کہا جاتا ہے، منطقی اعتبار سے یہ تینوں ''قیاس اقترانی'' میں داخل ہیں۔ استدلالات عامہ یہ ہیں۔

۱۔ سببیت واہلیت
۲۔ المقتضی والمانع
۳۔ جلب نفع، دفع ضرر

فقہ کی کتاب میں جب بھی دلیل نام کی کوئی چیز ذکر ہوگی ان چھ اقسام سے خالی نہیں ہو گی، لہذا جب بھی دلیل کا ذکر آئے تو اس مین ان دلائل کا اجراء کیا جائے۔

[۱] سببیت واہلیت: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب سبب موجود ہو جائے اور عاقد میں اہلیت بھی ہو تو اس پر حکم ضرور مرتب ہوتا ہے۔

مثال: قال: " وسهو الإمام يوجب على المؤتم السجود لتقرر السبب الموجب فى حق الأصل ولهذا يلزمه حكم الإقامة بنية الإمام۔ [هدايه، باب سجود السهو: ۵۷]

[۲] مقتضی مانع: جب کسی چیز کا مقتضی پایا جائے اور مانع موجود نہ ہو تو حکم ضرور ثابت ہوگا۔

مثال: وليس للعبد أن يطالب مولاه بقذف أمه الحرة ولا للابن أن يطالب أباه بقذف أم الحرة المسلمة لأن المولى لا يعاقب بسبب عبده وكذا الأب بسبب ابنه ولهذا لا يقادالوالد بولده ولا السيد بعبده ولو كان لها ابن من غيره له أن يطالب لتحقق السبب وانعدام المانع۔

[هدايه،باب حد القذف:١٢٢]

[۳] جلب نفع ودفع ضرر: جب کسی چیز میں جانبین کا فائدہ ہواور اس میں کسی کا ضرر نہ ہو تو شرعاوہ صحیح مانی جاتی ہے۔

مثال: قال وليس لصاحب الكرم أن يخرج العامل من غير عذر لأنه لا ضرر عليه في الوفاء بالعقد [هداية، كتاب المساقاة: ٦٠]

قیاس کی صورتوں میں سے ایک صورت استحسان کی بھی ہے۔

استحسان کالغوی معنی ''اچھا سمجھنا'' کے آتا ہے۔

اصطلاحی معنی: الاستحسان كما قال الكرخي: قطع المسألة عن نظائرها لما هو أقوى

استحسان کی حجیت قرآن، حدیث امت کے تعامل اور عقل سب سے ثابت ہے۔

استحسان کی چار اقسام ہیں۔

۱: استحسان بالاثر ۲: استحسان بالاجماع

۳: استحسان بالعقل ۴: استحسان بالضرورة

[ا] **استحسان بالاثر:** کسی آیت وحدیث کی وجہ سے نظائر کے حکم کے بجائے دوسرے حکم کو اختیار کرنا۔

مثال: ''معدوم کی بیع'' جو چیز بائع کے پاس فی الحال نہ ہو نقلا بھی منع ہے اور عقلا بھی منع ہے۔لیکن بیع سلم جو معدوم کی بیع کی ایک صورت ہے۔ان احادیث کی بناء پر جائز ہے جن میں ''بیع سلم'' کا جواز منقول ہے۔

[۲] **استحسان بالاجماع:** کسی متفق علیہ معاملہ کی وجہ سے نظائر کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنا، اس کو استحسان بالعرف یا استحسان بالتعامل بھی کہتے ہیں۔

مثال: "استصناع" یعنی آڈر پر کسی چیز کا بنوانا، مثلاً جوتا بنانے والے سے جوتا بنوانا، یہ بھی بیع غیر موجود کی ایک صورت ہے۔ مگر ہر زمانے میں بغیر کسی نکیر کے سب کا اس معاملے کو جاری رکھنا اس کے جواز کی دلیل ہے۔

[۳] **استحسان بالعقل:** کسی غیر ظاہر عقلی دلیل کی وجہ سے نظائر کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنا، اس کو استحسان بالقیاس بھی کہتے ہیں۔ عموماً اصول کی کتابوں میں قیاس سے یہی قسم مراد لی جاتی ہے۔

مثال: زمین کو وقف کرنے کی صورت میں سینچائی کے لیے پانی کے آنے اور کھیتی کی ضرورت کو انجام دینے والوں کے لیے آنے جانے کا راستہ "قیاساً" وقف میں شامل نہیں ہوتا، اس لیے کہ وقف کرنے والا تو صرف زمین کو وقف کرتا ہے، مگر زمین تک پہنچے بغیر اور پانی کے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لیے یہ دونوں راستے استحساناً وقف میں داخل مانے جاتے ہیں۔

[۴] **استحسان بالضرورۃ:** مجبوری کی وجہ سے نظائر کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنا۔

مثال: مجبور کے لیے مردار کا کھانا، علاج کی غرض سے ستر کا دیکھنا اور دکھانا۔

دلیل

- عقلی
  - اقترانی
    - اقترانی حملی
    - اقترانی شرطی
      - دونوں مقدمے شرطیہ متصلہ ہوں
      - دونوں مقدمے شرطیہ منفصلہ ہوں
      - ایک متصلہ اور دوسرا حملی ہو
      - ایک منفصلہ اور دوسرا حملیہ ہو
    - مقتضی مانع
    - سبب ولایت
    - جلب منفعت
  - استثنائی
    - متصل
    - منفصل
  - تمثیل
    - مقیس
    - مقیس علیہ
    - علت جامعہ
      - تخریج مناط
      - تنقیح مناط
      - تحقیق مناط
    - حکم
    - تمثیل کیلئے استعمال ہونے والے الفاظ
      - حروف تشبیہ
      - صیغ تشبیہ
      - اسلوب تشبیہ
  - استحسان
    - استحسان بالنص
    - استحسان بالاجماع
    - استحسان بالعقل
    - استحسان بالضرورۃ
- نقلی
  - کتاب اللہ
  - سنت
  - اجماع

فصل نمبر(۱)

کتاب البیع

(۱) ربط (۲) ترکیب (۳) تعریف لغوی واصطلاحی

(۴) دلیل مشروعیت (۵) رکن البیع (۶) اقسام البیع

(۷) بیع باطل اور فاسد ہونے کے وجوہات (۸) حکم البیع

(۹) خلاصۃ الباب

(۱۰)تشریح

۱......**ربط**: کتاب البیع سے پہلے کتاب الوقف تھا۔دونوں میں مناسبت یہ ہے کہ وقف اور بیع دونوں میں ازالہ ملک ہوتا ہے۔البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ وقف میں ازالہ'' **لا الـــی مـــالک** ''ہوتا ہے۔اور بیع میں ازالہ'' **الی مالک** '' ہوتا ہے۔تو وقف بمنزلہ مفرد اور بیع بمنزلہ مرکب ہے۔اور مفرد مرکب سے مقدم ہوتا ہے۔

۲......**ترکیب**:اس طرح عنوان کی کئی تراکیب کی جاتی ہیں۔ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

[۱] مبتدا محذوف کی خبر ہے.هذا كتاب البيع .

[۲] خبر محذوف کے لیے مبتدا ہے۔ كتاب البيع هذا .

[۳] فعل محذوف کے لیے مفعول بہ ہے۔اقرا كتاب البيع .

[۴] مبتدا محذوف کے لیے خبر محذوف المضاف ہے۔هذا بحث كتاب البيع.

[۵] اس عبارت کا کوئی اعراب نہیں مبنی علی السکون ہوگی۔اس لیے کہ یہ عنوان ہے اور عنوان کا تعلق ماقبل اور مابعد سے نہیں ہوتا بلکہ فصل کا فائدہ دیتا ہے۔

۳......**لغوی تعریف**: لغت میں بیع وشراء مطلقا مبادلۃ الشیء بالشیء کو کہتے ہیں۔خواہ وہ مال ہو یا نہ ہو۔جیسے اللہ تعالی کا قول ہے۔﴿ أولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى ﴾﴿ إن الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة ﴾﴿وشروه بثمن بخس ﴾

لفظ بیع از قبیل اضداد میں سے ہے خرید وفروخت دونوں میں استعمال ہوتا ہے، ترمذی شریف کی حدیث میں ہے "لا یبیع بعضکم علی بیع بعض ولا یخطب بعضکم علی خطبة بعض" یہاں " یبیع "سے" یشتری " مراد ہے۔اس لیے کہ منھی عنہ شراء ہے بیع نہیں ہے۔اسی طرح لفظ شراء بھی اضداد میں سے ہے بیع شراء دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔جیسے ﴿وشروه بثمن بخس﴾ سے مراد بیع ہے۔

حقیقت اور لغت کے اعتبار سے تو یہ الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں لیکن عرف کے اعتبار سے لفظ بیع بائع کے ساتھ اور لفظ شراء مشتری کے ساتھ خاص ہیں۔

اصطلاحی تعریف: صاحب وقایہ نے بیع کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے.

" مبادلة المال بالمال " لیکن ان میں بہتر وہ تعریف ہے جو صاحب کنز نے کی ہے۔

"هو مبادلة المال بالمال بالتراضي ".

آپس کی رضامندی سے ایک مال کو دوسرے مال سے بدل دینا بیع کی حقیقت ہے۔تعریف مذکور میں بالتراضی کی قید اللہ تعالی کے اس قول سے ماخوذ ہے ﴿الا ان تكون تجارة عن تراض منكم﴾

یہ بیع صحیح اور بیع نافذ کی تعریف ہے۔اور جن حضرات نے تراضی کی قید کو ذکر نہیں کیا ہے، انہوں نے مطلق بیع کی تعریف کو ذکر کیا ہے۔

۴......**بیع کی مشروعیت:** بیع کی مشروعیت قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سب سے ثابت ہے۔

بیع کی مشروعیت قرآن سے:

﴿ احل الله البيع وحرم الربو﴾ ﴿ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم﴾

﴿ يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيما﴾

بیع کی مشروعیت حدیث سے:

[۱] عن قيس بن أبی غرزة قال: كنا فی عهد رسول اللهﷺ نسمی السماسرة، فمر بنا رسول اللهﷺ فسمانا باسم هو أحسن منه، فقال: يا معشر التجار إن البيع يحضره اللغو والحلف فشوبوه بالصدقة۔

[سنن ابی داود: ۳/۲٤٦]

[۲] عن أبی سعيد الخدری قال: قال رسول اللهﷺ "التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء يوم القيامة"

[سنن دارمی: ۷/۱۱۳]

[۳] إن التجار يبعثون يوم القيامة فجارا إلا من اتقى وبر وصدق۔

[سنن ابن ماجه: ۳/۲۷۷]

یہ تینوں روایات تجارت کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

اجماع سے بیع کی مشروعیت:

نبی ﷺ سے لے کر آج تک مسلمان بیع کے جواز پر متفق چلے آ رہے ہیں، آپ ﷺ نے خود ضرورت کی اشیاء خریدی۔ اسی طرح اکابر صحابہ کرام سے بھی تجارت ثابت ہے۔

قیاس سے بیع کی مشروعیت:

قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ بیع جائز ہو۔ اس لیے کہ ایک آدمی اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لیے یا تو ضرورت کی چیزیں کسی سے زبردستی لے گا یا ضرورت سے زائد چیز دے کر ضرورت کی چیز لے گا۔ پہلی صورت میں فساد ہوگا۔ جبکہ دوسری صورت اگر رضامندی سے ہو تو اس میں فساد نہیں ہوگا۔ اور اسی کا نام بیع ہے۔

۵...... بیع کے ارکان:

بیع کے دو رکن ہے، ایک ایجاب دوسرا قبول، یہ ایجاب وقبول کبھی قولی ہوتے ہیں۔ اور کبھی فعلی ہوتے ہیں۔ فعلی کو فقہاء تعاطی سے تعبیر کرتے ہیں۔

فصل نمبر (۲)

۶......بیع کے اقسام

اقسام کے اعتبار سے بیع کی ساتھ قسمیں ہیں۔

[۱] بیع نافذ: وہ ہے جو اپنے اصل اور خارجی شرائط کے لحاظ سے درست ہو۔ اور بیع سے کسی کا حق بھی متعلق نہ ہو۔

[۲] بیع موقوف: وہ بیع ہے جس میں کسی دوسرے آدمی کا حق متعلق ہو۔

[۳] بیع لازم: وہ ہے جس میں فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار باقی نہ رہے۔

[۴] غیر لازم: وہ ہے جس میں فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار باقی رہے۔

[۵] بیع مکروہ: وہ ہے جو اپنے اصل کے لحاظ سے درست ہو لیکن کسی خاجی چیز کی وجہ سے ناپسندیدہ ہو۔

[۶] بیع باطل: وہ ہے جو اپنے اصل کے لحاظ سے ہی درست نہ ہو۔

[۷] بیع فاسد: ہو جو اپنے اصل کے لحاظ درست لیکن کسی دوسری وجہ سے فاسد ہو جائے

ثمن کے اعتبار سے بیع کے چار قسمیں ہیں۔

[۱] وضعیہ: وہ معاملہ ہے جس میں تاجر اپنی قیمت خرید سے کم پر کوئی چیز بیچ دیں۔

[۲] تولیہ: جس قیمت پر خریدا ہوا اسی قیمت پر بیچا جائے۔

[۳] مرابحہ: جس میں اپنی قیمت خرید پر نفع لے کر فرخت کیا جائے۔

[۴] مساومہ: اس بیع کو کہتے ہیں جس میں پہلی قیمت ملحوظ رکھے بغیر خرید و فروخت کا معاملہ ہو۔

مبیع کے لحاظ سے بیع کی تین قسمیں۔

[۱] مقایضہ: بیع مقایضہ یہ ہے خریدار اور تاجر ہر دو کی طرف سے قیمت اور مبیع کے طور پر سامان ہی ہو۔

فائدہ: عربی زبان میں جس لفظ پر ''ب'' داخل ہوگی وہ ثمن ہوگا۔ مثلا ''بعت القلم بالثوب'' یہاں ''ب'' چونکہ ''ثوب'' پر داخل ہے۔ اس لیے ثوب ثمن قرار پائے گا۔

[۲] **بیع الصرف:** وہ ہے جس میں ثمن کی بیع ثمن کے بدلے ہو، مثلا چاندی چاندی کے بدلہ، سونا سونا کے بدلے۔

فائدہ: بیع صرف میں یہ ضروری ہے کہ طرفین کی جانب سے ثمن اور مبیع کی حوالگی مجلس میں ہی ہو۔ کسی کی طرف سے ادھار نہ ہو۔ اور اگر طرفین سے ایک ہی جنس ہو تو مقدار برابر ہو۔

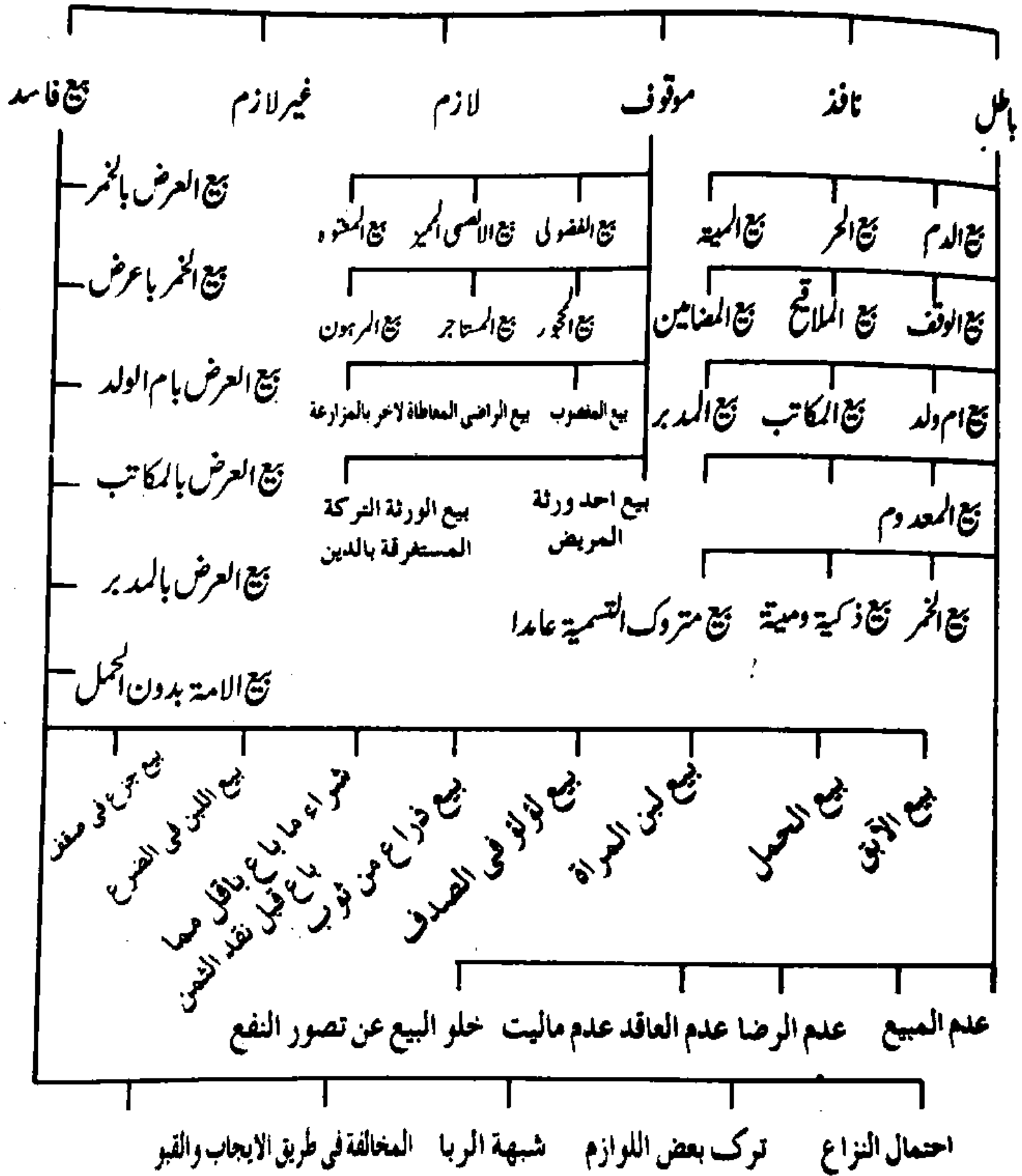
[۳] **بیع مطلق:** اس بیع کو کہتے ہیں جس میں سامان کی بیع ثمن کے بدلے میں ہو۔

باعتبار مدت کے بیع دو قسمیں ہیں۔

[۱] **بیع سلم:** بیع سلم وہ ہے جس میں مبیع کی ادائیگی بعد میں ہو۔

[۲] **بیع مؤجل:** اس کو کہتے ہیں جس میں مبیع نقد ہو اور ثمن ادھار ہو۔

بیع کی تقسیم



باطل
نافذ
موقوف
لازم
غیرلازم
بیع فاسد
بیع الدم
بیع الحر
بیع المیتۃ
بیع الوقف
بیع الملاقیح
بیع المضامین
بیع ام ولد
بیع المکاتب
بیع المدبر
بیع المعدوم
بیع الخمر
بیع ذکیۃ ومیتۃ
بیع متروک التسمیۃ عامدا
بیع الفضولی
بیع الاصبی الممیز
بیع المعتوہ
بیع المحجور
بیع المستاجر
بیع المرہون
بیع المغصوب
بیع الراضی المعاطاۃ لاخر بالمزارعۃ
بیع احد ورثۃ المریض
بیع الورثۃ الترکۃ المستغرقۃ بالدین
بیع العرض بالخمر
بیع الخمر باعرض
بیع العرض بام الولد
بیع العرض بالمکاتب
بیع العرض بالمدبر
بیع الامۃ بدون الحمل
بیع الآبق
بیع الحمل
بیع لبن المراۃ
بیع لؤلؤ فی الصدف
بیع ذراع من ثوب
شراء ما باع باقل مما باع قبل نقد الثمن
بیع اللبن فی الضرع
بیع جزع فی سقف
عدم المبیع
عدم الرضا
عدم العاقد
عدم مالیت
خلو البیع عن تصور النفع
احتمال النزاع
ترک بعض اللوازم
شبہۃ الربا
المخالفۃ فی طریق الایجاب والقبو

فصل نمبر (۳)

وہ بیوع اور معاملات جو شرعا ممنوع ہیں۔

[۱] بیع حبل الحبلة

اس کا معنی ہے، حمل کا حمل، عبداللہ بن عمر نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔

اس کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں۔

[۱] یہ مدت کے تعین کا ایک طریقہ تھا، جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اس کی قیمت اس وقت ادا کروں گا جب یہ اونٹنی بچہ جن دے۔

[۲] اس لفظ کے ذریعے سے مدت مقرر ہوتی تھی کہ یہ اونٹنی جب بچہ جن لے، پھر اس کا وہ بچہ حاملہ ہو جائے تو تب قیمت ادا کروں گا۔ ان دونوں صورتوں میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قیمت کی ادائیگی کی مدت غیر متعین اور مبہم ہے۔

[۳] اس جملہ میں مدت کا تعین نہیں ہوتا بلکہ خود مبیع کا تعین ہوتا تھا۔ اور موجود اونٹنی کے بچہ کو مستقبل میں پیدا ہونے والے بچہ کی فروخت ہوتی تھی اور اس کو مبیع قرار دیا جاتا۔ اس صورت میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ معاملہ کے وقت مبیع موجود نہیں ہوتا۔

[۴] **بیع ملامسة:** ملامسہ ''لمس'' سے ہے، جس کے معنی چھونے کے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے۔ ملامسہ کی تین طرح شرح کی گئی ہے۔

۱۔ جو کپڑا مبیع ہو وہ دوسرے کپڑے میں لپٹا ہوا ہو، یا رات کی تاریکی میں ہو جس میں کپڑا نظر نہ آتا ہو۔ گاہک اسے اسی حالت میں چھوئے اور تاجر اس کو اس شرط پر بیچے کہ مشتری کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

[۲] بائع اور مشتری چھونے کو ہی ایجاب وقبول قرار دیں، اور زبانی ایجاب وقبول نہ کریں۔

[۳] چھونے پر یہ شرط لگادی جائے کہ خریدار کو اس کے بعد بیع کو رد کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ ملامسہ کی یہ تینوں صورتیں ممنوع ہیں۔

[۳] **بیع منابذہ :** منابذہ کے معنی پھینکنے کے ہیں، اس کی بھی وہی تین صورتیں ہیں جو ملامسہ کی ہیں۔ کہ صرف پھینکنے کو ہی بیع کے نفاذ کے لیے کافی سمجھا جائے۔ اس بیع سے بھی رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

[۴] **بیع حصاۃ :** حصاۃ کا معنی کنکری کے ہیں، یہ بھی جاہلیت کی ایک بیع تھی جس کی صورت منابذہ سے ملتی جلتی ہے، اس سے بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اس کی تشریح میں بھی متعدد اقوال ہیں۔

[۱] بائع خریدار سے یہ کہے کہ اگر میں نے خرید و فروخت کے درمیان تم پر کنکری پھینک دی تو بیع لازم ہو جائے گی۔

[۲] بائع مشتری سے کہے کہ آپ کنکری پھینکو جس پر لگ جائے اس کو میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا۔

[۳] بیچنے والا خریدار سے یہ کہے کہ زمین کے اس حصے سے کنکری پھینکو، جہاں تک کنکری پہونچ جائے وہاں تک کا حصہ میں نے فروخت کیا۔

[۴] چوتھی صورت یہ ہے کہ کنکری پھینکنے تک طرفین کو بیع کے رد کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

[۵] ایجاب و قبول کے بجائے کنکری پھینکنے کو ہی خرید و فروخت کے لیے کافی مان لیا جائے۔

[۶] **بیع مزابنۃ :** "هي بيع الثمر بالتمر" درخت پر لگے پھلوں کو ان پھلوں کے بدلہ میں فروخت کرنا جو ٹوٹے ہوئے ہوں، اور دونوں کی جنس ایک ہو۔ چونکہ جنس دونوں کی ایک ہے اور اس طرح اندازے سے بیچنے میں کمی بیشی کا امکان ہے جس سے سود پیدا ہو جائے گا، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

[۷] **بیع محاقلۃ:** "بيع الزرع بالحنطة" کھیت میں لگے ہوئے دانوں کی ٹوٹے ہوئے دانوں

کے بدلہ فروخت کرنا، اور دونوں کی جنس ایک ہو۔

[۸] **بیع المضامین:** مضمون تولید کے اس مرحلہ کو کہتے ہیں جب ''حیوانی وجود'' مادہ منویہ کی صورت میں نر کی صلب میں رہتا ہے۔ مضامین کی بیع چونکہ ایک نامعلوم اور غیر موجود کی بیع ہے اس لیے یہ باطل ہے۔

[۹] **بیع الملاقیح:** ملقوح تولید کے اس مرحلے کو کہتے ہیں جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ اسلام نے اس بیع سے بھی منع فرمایا ہے۔

[۱۰] **بیع حاضر للبادی:** حاضر کے معنی شہری اور بادی کے معنی دیہاتی کے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ دیہاتی اپنا مال لے کر شہر کو آتا، تاکہ موجودہ قیمت پر اس کو فروخت کر دے۔ شہر کے لوگ اسے ترغیب دیتے کہ وہ اپنا مال ان کے حوالہ کر دے تاکہ نرخ بڑھنے کے بعد وہ فروخت کر دیں۔ اور اس کو زیادہ منافع حاصل ہو سکے، نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ: ''لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالی ایک کو دوسرے سے'' یہ اس وقت مکروہ ہے جب کہ گرانی کا زمانہ ہو، اور اہل شہر کو اس کی ضرورت ہو۔

[۱۱] **تلقی جلب:** اس کی صورت یہ ہے کہ جب بیرونی تجارتی قافلے شہر میں آئے تو ان کی آمد سے قبل ہی شہر کے تاجران کا سرمایا خرید لیں۔ اس کو '' تلقی سلع، تلقی رکبان، تلقی بیع '' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

ممانعت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ایسے مواقع میں عموماً تجار دھوکا دہی سے کام لیتے ہیں، کم قیمت پر مال خرید کر خود زیادہ قیمت پر بیچتے ہیں۔

احناف کے نزدیک یہ بیع اس وقت مکروہ ہے جب کہ اہل شہر کو اس سے نقصان پہنچے، اور شہر کے تاجروں نے بیرونی قافلوں کو دھوکا دیا ہو۔

[۱۲] **نجش:** نجش سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص سامان نہیں لینا چاہتا لیکن قیمت بڑھ کر بولتا ہے، تاکہ دوسرا گاہک اس کو زیادہ قیمت پر خرید لے، اور دھوکا کھا جائے، حضور اکرم ﷺ نے اس منع فرمایا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیع تو ہو جاتی ہے تاہم وہ اس دھوکا دہی کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔

[۱۳] **عربان:** اس کی نوعیت آج کل کی بیعانہ کی طرح ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار قیمت کا کچھ حصہ ادا کردے،اور وعدہ کرے کہ اگر وہ ادا نہ کرسکے تو اس کی یہ رقم اس کو نہیں ملے گی۔اس میں چونکہ قمار پایا جاتا ہے اس لیے نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

[۱۴] **بیع عینہ:** بیع عینہ قرض پر نفع حاصل کرنے کا ایک حیلہ ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کو کسی سے قرض کا مطالبہ کرے،قرض دینے والا نفع کے بغیر دینے پر تیار نہ ہو۔چنانچہ وہ کوئی ایسا سامان جو بازار میں مثلاً دس روپے میں ملتا ہو اس پر پندرہ روپے پر فروخت کر دیتا ہے۔اور قرض لینے والا اس سامان کو دس روپے میں فروخت کردے۔اور بعد میں قیمت کے طور پر پندرہ روپے بائع کو دے دیں۔

اس طرح بائع کو پانچ روپے کا فائدہ حاصل ہو جائے گا،اور قرض خواہ کو مطلوبہ رقم مل جائے گی،اور سود بھی بظاہر نہیں ہوگا۔

فقہائے احناف کے نزدیک یہ طریقہ جائز نہیں ہے۔

فصل نمبر (۴)

۷.....**بیع کے شرائط:** بیع کے لیے، چار قسم کے شرائط ہیں۔

ا: شرائط انعقاد ۲: شرائط نفاذ

۳: شرائط صحت ۴: شرائط لزوم

شرائط انعقاد

انعقاد کے شرائط چار قسم پر ہیں۔

[ا] جن کا تعلق عاقد کے ساتھ ہو۔

[۲] جن کا تعلق عقد کے ساتھ ہو۔

[۳] جن کا تعلق معقود علیہ (مبیع) کے ساتھ ہو۔

[۴] جن کا تعلق مکان عقد کے ساتھ ہو۔

وہ شرائط جن کا تعلق عاقد کے ساتھ ہوں درج ذیل ہیں۔

[ا] دونوں عاقدین عاقل اور ممیز ہو۔

[۲] ایجاب وقبول دو الگ الگ آدمیوں کی طرف سے ہو۔ ایک ہی شخص فریقین کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب وقبول کرے تو درست نہیں ہے۔ البتہ باپ، وصی یا قاضی اپنا مال اپنے زیر ولایت نابالغ پر فروخت کرے تو وہ اس سے مستثنی ہیں۔

وہ شرائط جن کا تعلق عقد کے ساتھ ہے۔

[ا] ایجاب وقبول میں مطابقت ہو، ایسا نہ ہو کہ خریدار الگ قیمت بتائے اور تاجر الگ قیمت بتائے یا دونوں کے کلام میں مبیع کے مقدار کے بارے میں فرق پایا جاتا ہو۔

[۲] دونوں اظہار رضامندی کیلیے ماضی کے صیغے استعمال کرے،۔ یا حال کا صیغہ استعمال کرے کہ اس میں استقبال کے معنی کا احتمال نہ ہو۔

وہ شرائط جن کا تعلق معقود علیہ (مبیع) کے ساتھ ہے درج ذیل ہیں۔

[۱] مبیع اور ثمن دونوں مال ہو۔

[۲] مبیع موجود ہو۔

[۳] مبیع بائع کی ملکیت میں ہو۔

[۴] مبیع مقدور التسلیم ہو۔ یعنی بائع مبیع کی حوالگی پر قادر ہو۔

وہ شرائط جن کا تعلق مکان عقد کے ساتھ ہیں۔

[۱] ایجاب وقبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہو۔

شرائط نفاذ

[۱] بائع اس سامان کا مالک ہو، یا ولی ہونے کی حیثیت سے اس کو فروخت کرے۔

[۲] اس سامان کے ساتھ کسی کا حق متعلق نہ ہو۔

شرائط صحت: بیع کے درست ہونے کیلئے کچھ شرائط عام نوعیت کے ہیں، اور کچھ شرطیں خاص نوعیت کی ہیں۔

عام شرائط:

[۱] تمام شرائط انعقاد اس میں موجود ہوں۔

[۲] تمام شرائط نفاذ اس میں موجود ہوں۔

[۳] بیع موقت یعنی ایک خاص وقت کیلئے نہ ہو، بلکہ موبد ہمیشہ کیلئے ہو۔

[۴] مبیع اور ثمن اس طرح مجہول نہ ہو کہ اس سے نزاع پیدا ہو۔

[۵] بیع ایسی ہو جس میں کوئی فائدہ ہو، بے فائدہ نہ ہو۔ مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں ایک روپیہ کی بیع کرنا۔

[۶] کوئی شرط فاسد نہ لگائی گئی ہو۔

خاص شرائط

[۱] اگر بیع مرابحہ، تولیہ یا وضیعہ ہو تو اس میں ثمن اول کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

[۲] اگر قیمت ادھار ہو تو اجل کا بیان .نا ضروری ہے۔

[۳] بیع ربا کے شبہ سے خالی ہو۔

[۴] اگر بیع سلم ہو تو اس میں شرائط سلم کا ہونا ضروری ہے۔

[۵] اگر بیع صرف ہو تو اس میں قبضہ شرط ہے۔

[۶] ثمن کی مقدار معلوم ہو۔

[۷] اگر اموال ربویہ ہو تو بدلین میں مساوات ضروری ہے۔

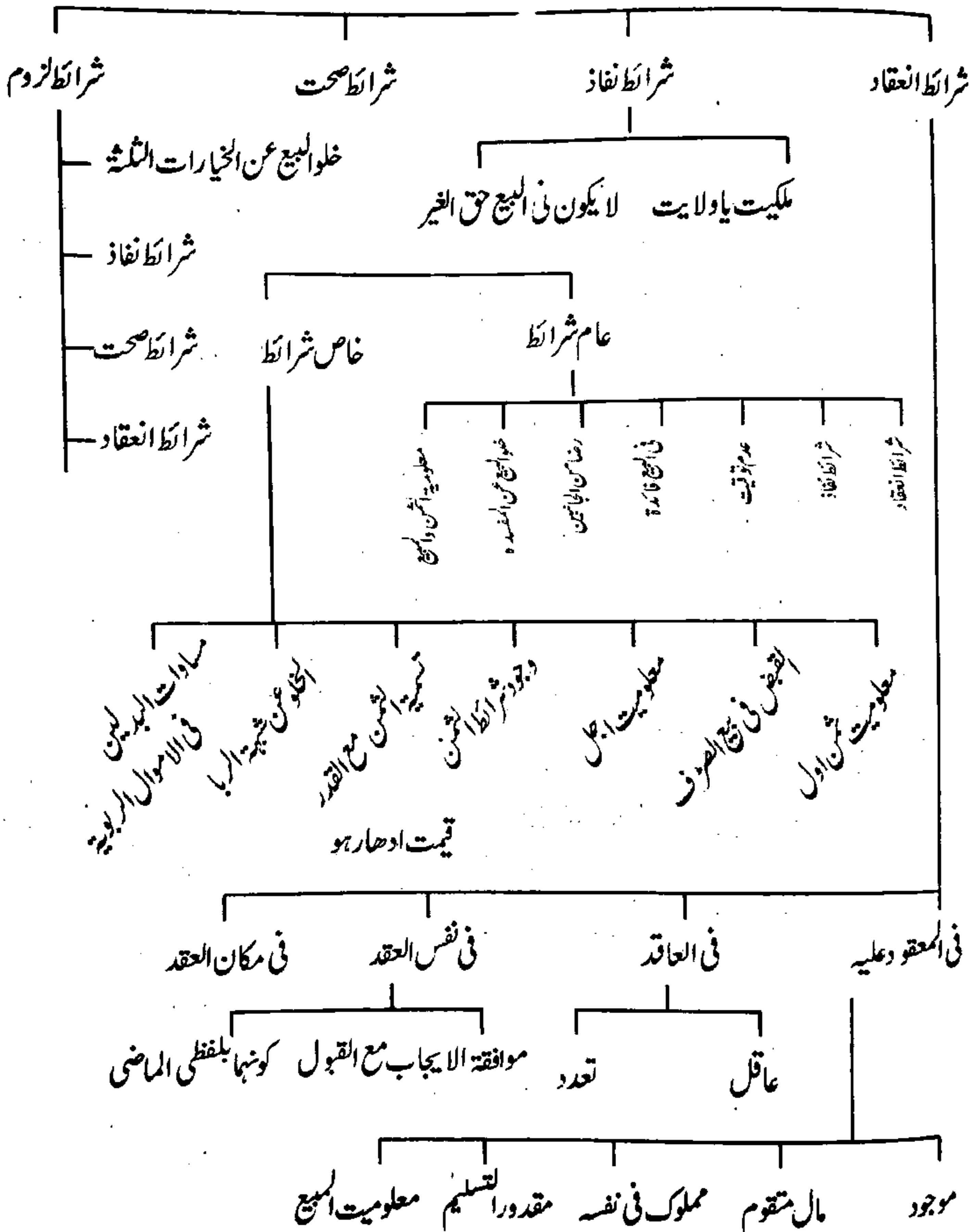
شرائط لزوم

۱: شرائط انعقاد موجود ہوں۔

۲: شرائط نفاذ موجود ہوں۔

۳: شرائط صحت موجود ہوں۔

۴: بیع تینوں خیارات (خیار شرط، خیار عیب، خیار رؤیت) سے خالی ہو۔


شرائط بیع
شرائط انعقاد
شرائط نفاذ
شرائط صحت
شرائط لزوم
خلو البیع عن الخیارات الثلثۃ
شرائط نفاذ
شرائط صحت
شرائط انعقاد
ملکیت یا ولایت
لا یکون فی البیع حق الغیر
عام شرائط
خاص شرائط
شرائط انعقاد
شرائط نفاذ
عدم توقیت
فی البیع فائدة
رضا من الجانبین
خلو البیع عن المفسد
معلومیت الثمن والمبیع
معلومیت ثمن اول
القبض فی بیع الصرف
معلومیت اجل
وجود شرائط الثمن
تسلیم الثمن مع القدر
قیمت ادھار ہو
الخلو عن شبہۃ الربا
مساوات البدلین فی الاموال الربویۃ
فی المعقود علیہ
فی العاقد
فی نفس العقد
فی مکان العقد
عاقل
تعدد
موافقۃ الایجاب مع القبول
کونہما بلفظی الماضی
موجود
مال متقوم
مملوک فی نفسہ
مقدور التسلیم
معلومیت المبیع

فصل نمبر (۵)

بیع کو باطل کرنے کی وجوہات

[۱] مبیع کا معدوم ہونا [۲] رضا کا معدوم ہونا

[۳] عاقد کا معدوم ہونا [۴] مالیت کا معدوم ہونا

بیع کو فاسد کرنے کے وجوہات

[۱] نزاع کا احتمال ہونا، یعنی اگر بیع میں نزاع کا احتمال ہو تو اس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

[۲] ربا کا شبہ، اگر بیع میں ربا کا شبہ موجود ہو تو اس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

[۳] ایجاب اور قبول میں مخالفت، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر متعاقدین میں سے ایک نے جس چیز کا جتنے ثمن کے عوض میں ایجاب کیا، تو دوسرے کو اسی چیز کا اسی بتائے ہوئے ثمن میں قبول کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس میں کمی اور الگ کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔

[۴] بیع میں ایسے شروط کا التزام کیا جائے جو عقد کے مقتضی کے خلاف ہو۔ اس قسم کے شرائط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

[۵] بیع کے لوازمات میں سے بعض کو ترک کر دینے سے بھی بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

۸......بیع کا حکم

الاختیار علی التصرف فی المحل شرعا .

یعنی مشتری کو مبیع میں تصرف کا حق حاصل ہو جائے اور بائع کو ثمن میں تصرف کا حق حاصل ہو جائے۔

۹......باب کا خلاصہ

"ھو مبادلة المال بالمال" سے لے کر "وصح البیع فی العوض المشار" تک بیع کی تعریف اور ارکان بیع (ایجاب وقبول) کا بیان ہے۔

"وصح البیع فی العوض المشار" سے لے کر "وفی الطعام والحبوب کیلا

وجزافا" تک ثمن کے احکامات کا بیان ہے۔

"وفی الطعام والحبوب کیلا وجزافا" سے لے کر آخر تک مبیع کا بیان ہے۔

۱۰......**تشریح**

بیع کی لغوی اور شرعی تعریف کا بیان

(هو مبادلة المال بالمال ،ينعقد بايجاب وقبول بلفظى الماضى وبتعاط فى النفيس والخسيس)ولم يقل على سبيل التراضى ليشمل ما لايكون بالتراضى كبيع المكره فإنه ينعقد.(هو الصحيح) إنما قال هذا؛لأن عند البعض إنما ينعقد بالتعاطى فى الخسيس لا فى النفيس.

ترجمہ: (بیع مال کا مال سے تبدیل کرنا ہے۔ایجاب وقبول سے منعقد ہوتی ہے جبکہ دونوں ماضی کے لفظوں سے ہوں۔اور تعاطی سے نفیس اور خسیس میں متحقق ہوتی ہے)اور مصنف رحمہ اللہ نے اس طرح نہیں کہا کہ''مبادلۃ رضا مندی کے ذریعے ہو'' تا کہ بیع کی تعریف اس بیع کو بھی شامل ہو جائے جو رضا مندی کے طریقے سے نہیں ہوتی۔جیسے مکرہ کی بیع اس لیے کہ وہ منعقد ہوتی ہے(یہی درست ہے) مصنف رحمہ اللہ نے یہ کہا(تعاطی عمدہ اور گھٹیا دونوں مین درست ہے)اس لیے کہ بعض کے نزدیک بیع تعاطی صرف خسیس میں منعقد ہوتی ہے نفیس میں منعقد نہیں ہوتی۔

تشریح: "هومبادلة المال بالمال"سے مصنفؒ بیع کی تعریف فرماتے ہیں۔

فائدہ: بیع لغت میں "مبادلة الشیء بالشیء "کو کہتے ہیں۔

فائدہ: لفظ بیع أضداد میں سے ہے۔خرید وفروخت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ: لفظ بیع مصدر ہے اور مصدر میں قانون یہ ہے کہ "لا يثنى ولا يجمع "تثنیہ وجمع نہیں لایا جاتا البتہ فقہ کی بعض کتابوں میں''بیوع''جمع لایا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے مقصود کثرت انواع کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

فائدہ: فروخت کرنے والے کو اصطلاح میں بائع اور خریدار کو مشتری کہتے ہیں۔اور دونوں کے

درمیان طے شدہ نرخ کو ثمن کہتے ہیں۔ جو چیز فروخت ہو رہی ہو اس کو مبیع کہتے ہیں۔

فائدہ: اگر مال کا مادہ ''م،ی،ل'' ہو تو اس سے مراد ہر وہ چیز ہو گی جس کی طرف طبیعت مائل ہو۔

"ما يميل اليه الطبع"

فائدہ: اگر مال کا مادہ ''م،و،ل'' ہو تو اس کا اطلاق ان چیزوں پر ہو گا جو ذخیرہ اور تمول کے لائق ہو۔

فائدہ: پہلے مادہ کے اعتبار سے مال کے دائرہ میں وسعت ہے۔ اور دوسرے مادہ کے اعتبار سے مال کے مصداق میں تنگی ہے۔

فائدہ: انسان تین چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اعیان، منافع، حقوق

فائدہ: حقوق دو قسم پر ہیں۔ حقوق مالیہ جیسے گزرنے کا حق، حقوق غیر مالیہ جیسے بیوی پر شوہر کا حق

فائدہ: اعیان ان مادی اشیاء کو کہا جاتا ہے جن کا مستقل وجود ہو۔

فائدہ: منافع جن کا مستقل وجود نہ ہو بلکہ اعیان ہی سے متعلق ہوتے ہیں۔

فائدہ: اعیان کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ مال ہیں۔ اور ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔

فائدہ: حقوق غیر مالیہ بالاتفاق مال نہیں ہے۔

فائدہ: احناف کے نزدیک حقوق مالیہ مال نہیں ہے۔

"ينعقد بالايجاب وقبول بلفظي الماضي" اس عبارت سے مصنف بیع کے ارکان ذکر کر رہا ہے۔

فائدہ: متعاقدین میں سے جو پہلے بولے اس کے کلام کو ایجاب اور دوسرے کے کلام کو قبول کہا جاتا ہے۔

فائدہ: ایجاب اور قبول کبھی فعلی ہوتے ہیں اور کبھی قولی ہوتے ہیں۔ فعلی کو بیع تعاطی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فائدہ: ماضی اخبار کے لیے آتی ہے انشاء کے لیے نہیں آتی، مگر اصطلاح شریعت میں اس کو بیع میں انشاء کے لیے وضع کیا ہے اس لیے اس سے بیع منعقد ہو جاتی ہے۔

فائدہ: حال سے نیت کے وقت عقد منعقد ہوتا ہے، بغیر نیت کے عقد منعقد نہیں ہوتا۔

فائدہ: استقبال سے عقد منعقد نہیں ہوتا۔

فائدہ: جو امر دال علی الحال ہو اس سے بھی بیع منعقد ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک کہے "خذہ بکذا" اور دوسرا کہے "اخذت، رضیت"

"ولم یقل علی سبیل التراضی" سے شارح رحمہ اللہ سوال مقدر کے جواب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں بیع کی تعریف دو طرح سے ہوئی ہے۔ ایک تعریف میں علی سبیل التراضی کی قید موجود ہے اور دوسری تعریف میں موجود نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن فقہاء نے علی سبیل التراض کی قید ذکر کی ہے ان کا مقصد مطلق بیع کی تعریف نہیں ہے بلکہ بیع نافذ کی تعریف ہے۔ ماتن رحمہ اللہ بھی انہی فقہاء میں سے ہے اور جنہوں یہ قید ذکر نہیں کی ہے ان کا مقصد مطلق بیع (نافذ غیر نافذ) کی تعریف کو ذکر کرنا ہے۔

"هو الصحيح إنما قال هذا" اس عبارت سے مصنف رحمہ اللہ اختلاف کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ بیع تعاطی کن چیزوں میں ہوتی ہے۔ علماء احناف رحمہم اللہ کے نزدیک یہ بیع منعقد ہو گی، البتہ جواز کے بارے میں احناف رحمہم اللہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

علامہ کرخی رحمہ اللہ کے نزدیک بیع تعاطی صرف کمزور چیزوں میں ہوتی ہے، قیمتی چیزوں میں نہیں ہوتی، اور جمہور احناف کے نزدیک بیع تعاطی کمزور اور قیمتی دونوں چیزوں ہوتی ہے۔

بیع کی علل اربعہ کا بیان

فمبادلة المال بالمال علة صورية للبيع، والإيجاب والقبول والتعاطى علة مادية له، والمبادلة يكون بين اثنين فهما العلة الفاعلية.

ترجمہ: بیع کی علت صوری مال کا مال سے مبادلہ ہے، ایجاب وقبول اور تعاطی علت مادیہ ہے، اور مبادلہ جو دو کے درمیان ہو وہ دونوں علت فاعلیہ ہیں۔

تشریح: اس عبارت سے مصنف حسن تعریف کی طرف اشارہ کر رہا ہے، اس لیے کہ یہ تعریف علل اربعہ پر مشتمل ہے۔

قانون یہ ہے کہ فاعل مختار سے جو فعل بھی صادر ہوتا ہے، اس میں علل اربعہ پائی جاتی ہے۔

۱: علۃ مادیہ ۲: علۃ فاعلیہ

۳: علۃ صوریہ ۴: علۃ غائیۃ

وجہ حصر: دیکھیں گے علت اپنے معلول سے خارج ہوگی یا داخل ہوگی، اگر داخل ہو تو دو حال سے خالی نہیں، اس علت سے معلول کا وجود بالقوۃ ہوگا یا بالفعل ہوگا، اگر بالقوۃ ہو تو علت مادیۃ، اور اگر بالفعل ہو تو علت صوریۃ، اور اگر خارج ہو تو پھر دیکھیں گے، علت سے معلول کا صدور بلا واسطہ ہوگا یا بطور سبب کے ہوگا، اگر بلا واسطہ ہو تو علت فاعلیۃ، اور اگر بطور سبب کے ہو تو علت غائیۃ۔ بیع کی تعریف میں مبادلۃ المال بالمال علت صوریہ ہیں۔ ایجاب وقبول اور تعاطی علت مادیہ ہے۔ عاقدین علت فاعلیہ اور بائع کی ثمن پر ملکیت اور مشتری کے لیے مبیع پر ملکیت حاصل ہونا علت غائیۃ ہے۔

تعاطی اور ان کی صورتوں کا بیان

والتعاطی عندالبعض الإعطاء من الجانبين، ويكفى عند البعض من الجانبين كما إذا ساوم أحد المبيع، ولم يكن معه وعاء يجعل المبيع فيه ،فكال ففارقه فجاء بالوعاء وأعطى الثمن فهو جائز.

ولو قال: كيف تبيع الحنطة؟ فقال: قفيزا بدرهم، وقال: كلنى خمسة اقفزة،فكال فذهب بها، فهذا بيع وعليه خمسة دراهم.

ترجمہ: بعض کے نزدیک بیع تعاطی دونوں طرف سے دینا ہے۔ اور بعض کے نزدیک ایک طرف سے دینا کافی ہے۔ جیسے مشتری نے مبیع کی قیمت پوچھی اور اس کے پاس مبیع ڈالنے کے لیے برتن نہیں تھا۔ بائع نے مبیع کو وزن کیا اور مشتری بائع سے الگ ہوا۔ مشتری نے برتن لا کر بائع کو ثمن دے دیا تو یہ بیع جائز ہے، اور اگر مشتری نے پوچھا آپ گندم کس قیمت سے بیچتے ہو؟ بائع نے کہا کہ ایک قفیز ایک درہم کے عوض میں بیچتا ہوں، تو مشتری نے اس کو کہا کہ آپ میرے لیے پانچ قفیز تول دو۔ یہ بیع منعقد ہوگئی

اور مشتری پر پانچ دراہم لازم ہیں۔

تشریح: یہاں سے بیع تعاطی (فعلی ایجاب وقبول) کو ذکر کررہا ہے۔

بیع تعاطی کے احکامات کو سمجھنے سے پہلے چند تمہیدی مقدمات کا جاننا ضروری ہے، جو درج ذیل ہیں۔

۱: تعاطی کا لغوی مفہوم ۲: تعاطی کا اصطلاحی مفہوم

۳: امثلہ ۴: حکم

تحقیق لغوی: تعاطی لغت میں تناول کو کہتے ہیں، عربی محاورہ ہے: فلان يتعاطى هذا الامر اى يخوض فيه ويتناوله

اصطلاحی تعریف: إعطاء المبيع والثمن من الجانبين بلا إيجاب وقبول.

اس بات میں اختلاف ہے کہ بیع تعاطی میں جانبین سے اعطاء ضروری ہے یا ایک جانب سے اعطاء کافی ہے۔

فریق اول: تعاطی میں دونوں طرفوں سے دینا ضروری ہے۔

دلیل: تعاطی معاطاۃ سے ماخوذ ہے، اور معاطاۃ مفاعلۃ کے وزن پر ہے، اس میں فعل جانبین سے ہوتا ہے۔ لہذا یہاں بھی اعطاء جانبین سے ضروری ہے۔

فریق دوم: تعاطی میں ایک جانب سے اعطاء کافی ہے۔

دلیل: تعاطی لغت میں تناول کو کہتے ہیں، جیسا کہ لغت کی کتابوں میں مذکور ہے، اور تناول میں ایک جانب سے اعطاء ہوتا ہے جانبین سے نہیں ہوتا۔ فریق ثانی کا قول مفتی بہ ہے، اکثر مصنفین نے اسی کو اپنایا ہے۔

مثالیں: تعاطی من جانبین کی مثال چونکہ واضح تھی اس لیے شارح نے اس کو چھوڑ دیا، اور تعاطی من جانب واحد کی دو صورتیں ہیں۔

[۱] تعاطی مشتری کی جانب سے ہو۔ [۲] تعاطی بائع کی جانب سے ہو۔

"كما إذا ساوم" سے اول صورت کی طرف اشارہ ہے۔ اور "ولو قال: كيف تبيع

الحنطة؟ سے دوسری صورت کی طرف اشارہ ہے۔

خیار قبول کا بیان

(وإذاأوجب واحد قبل الآخر فی المجلس کل المبیع بکل الثمن أو ترك الا إذا بین ثمن کل)أی إذا قال: بعت هذا بدرهم وذالك بدرهم،فقبل احدهما بدرهم یجوز.

ترجمہ: (اگرایک نے ایجاب کیاتو دوسرا پورے بتائے ہوئے ثمن کے عوض قبول کرے یا چھوڑ دے۔ البتہ اگرایجاب کرنے والا ہرایک کا ثمن الگ الگ بیان کر دے)یعنی ایجاب کرنے والا یہ کہے کہ میں نے یہ ایک درہم کے عوض اوراس کوایک درہم کے عوض بیچ دیا تو وہ ان میں سے ایک کوایک درہم کے عوض قبول کرے تو یہ درست ہے۔

تشریح: اس عبارت میں خیار قبول کا بیان ہے۔

صورة المسئلة ثنائیه مختلف الحکم.

عبارت میں جس مسئلہ کا بیان ہے اس کی دوصورتیں ہیں۔اور ہرصورت کا حکم جدا جدا ہے۔

پہلی صورت: ثمن کل کا بیان نہ ہوا ہو۔

دوسری صورت: ثمن کل کا بیان ہوا ہو۔

پہلی صورت: اگر عاقدین میں سے ایک نے ایجاب کر دیا،اورکل ثمن کا بیان نہ کیا ہو۔مثلا بائع یہ کہے کہ یہ دو کتابیں میں نے پانچ سو کے عوض بیچ دی۔

حکم المسألة : اس حکم کے دو جز ہیں۔

جزاول: قبل أو ترك

مشتری کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہے، مشتری لینے کا پابند نہیں ہوگا۔

دلیل المسألة: دلیل عقلی استثنائی متصل ،(استثناء نقیض تالی ،نتیجہ نقیض مقدم)

لأنه لو لم یثبت له الخیار ،یلزمه حکم العقد من غیر رضاه.

لكنه لا يلزم من غير رضاه.

نتيجه: فيثبت له الخيار.

دلیل کا حاصل یہ ہے کہ اگر مشتری کو لینے کا پابند بنایا جائے، تو رضا فوت ہو جائے گی، حلانکہ رضا کے بغیر بیع صحیح نہیں ہوتی۔

جز ثانی: قبل الآخر في المجلس كل المبيع بكل الثمن أو ترك.

اگر مشتری مبیع خریدنا چاہے، تو کل ثمن (۵۰۰) دے کر کل مبیع (دونوں کتابیں) خرید لے۔ یا بیع کو چھوڑ دے۔

دليل المسألة:

قاعده: تفريق الصفقة الواحدة غير جائز.

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل ثالث)

صغرى: لأن في ترك بعض المبيع تفريق الصفقة الواحدة.

كبرى: وكل بيع صفته هكذالايجوز.

نتيجه: ترك بعض المبيع لا يجوز.

اگر مشتری بعض مبیع خرید لے اور بعض کو ترک کر دے تو اس سے صفقۃ متفرق ہو جائے گا حلانکہ تفریق صفقۃ درست نہیں ہے۔

دوسری صورت: اگر کل ثمن کا بیان کر دے اس طور پر کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں نے یہ دو کتابیں پانچ سو (۵۰۰) کی عوض بیچ دی۔ اور ہر کتاب کی قیمت دوسو پچاس (۲۵۰) روپے ہے۔

حكم المسألة: يجوز قبوله في البعض.

مذکورہ صورت میں بعض مبیع کا لینا اور بعض کو ترک کرنا درست ہے۔

دليل المسألة:

قاعده: يجوز تفريق الصفقات المتعددة.

دلیل اقترانی حملی (شکل ثالث)

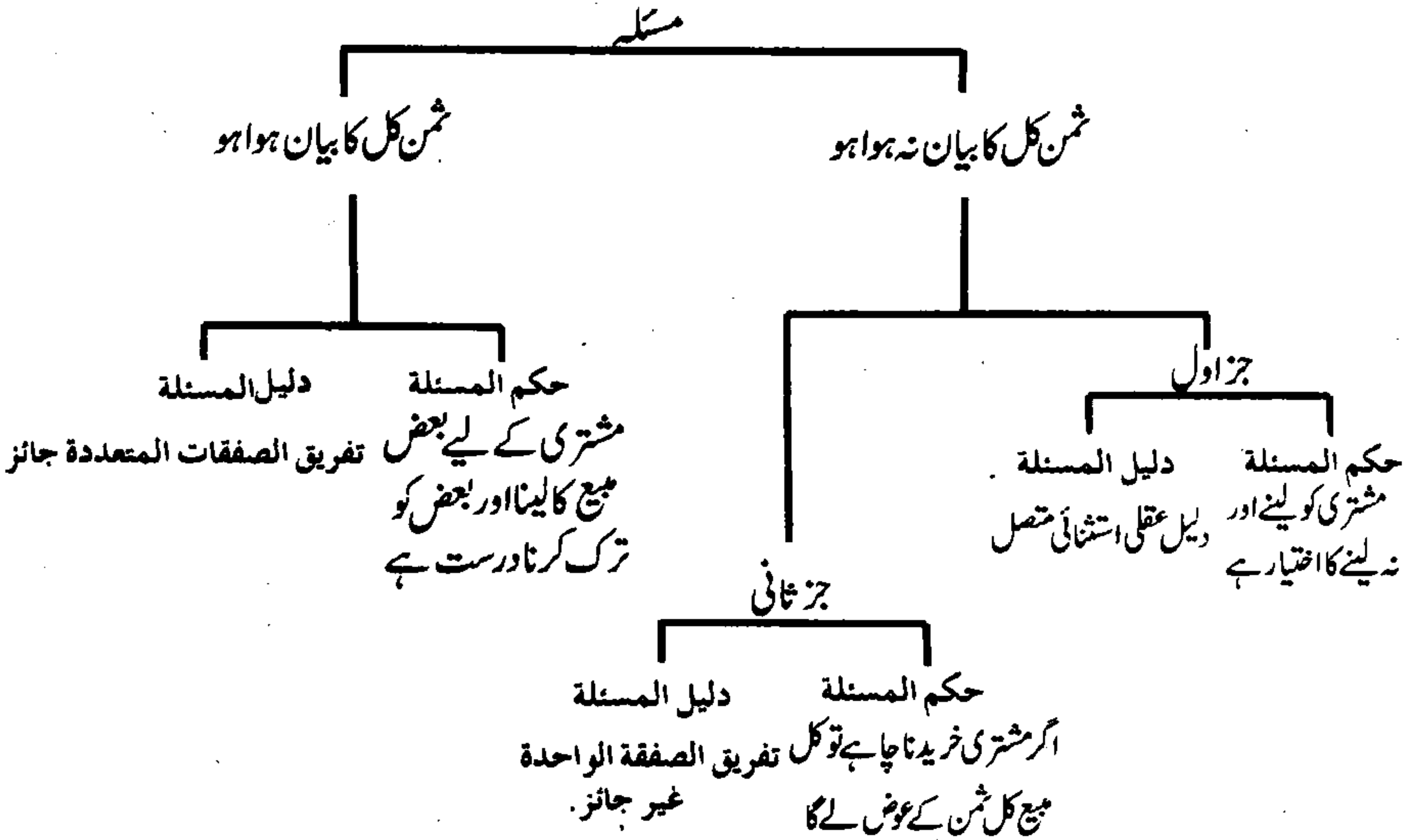
صغری: لأن فی هذاالبیع تفریق الصفقات المتعددة.

کبری: وکل بیع صفقته هکذا فهو جائز.

نتیجه: هذاالبیع جائز.

اس صورت میں صفقہ ایک نہیں ہے، بلکہ متعدد ہو گئے ہیں، اور متعدد صفقات میں تفریق جائز ہے۔

فائدہ: احنافؒ کے نزدیک خیار قبول مجلس کی انتہاء تک ممتد ہوتا ہے تا کہ عاقد کو غور وفکر کا موقع مل جائے اگر انتہاء مجلس تک مہلت نہ دی جائے تو اس میں حرج عظیم ہے۔ اور حرج شریعت میں مدفوع ہے۔


مسئلہ
ثمن کل کا بیان نہ ہوا ہو
ثمن کل کا بیان ہوا ہو
جز اول
حکم المسئلة
مشتری کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہے
دلیل المسئلة
دلیل عقلی استثنائی متصل
جز ثانی
حکم المسئلة
اگر مشتری خریدنا چاہے تو کل مبیع کل ثمن کے عوض لے گا
دلیل المسئلة
تفریق الصفقة الواحدة غیر جائز.
حکم المسئلة
مشتری کے لیے بعض مبیع کا لینا اور بعض کو ترک کرنا درست ہے
دلیل المسئلة
تفریق الصفقات المتعددة جائز

خیار مجلس کا بیان

(وما لم يقبل بطل الإيجاب إن رجع الموجب أو قام أحدهما عن مجلسه ،وإذا وجدا لزم البيع) أى لا يثبت خيار المجلس خلافا للشافعي رحمهم الله.

ترجمہ: (جب تک دوسرے نے قبول نہ کیا ہوتو ایجاب باطل ہوجاتا ہے اگر ایجاب کرنے والا اپنے قول سے رجوع کرے یا ان میں سے ایک مجلس سے اٹھ جائے۔اور جب ایجاب وقبول پائے جائیں تو بیع لازم ہوجائے گی)یعنی خیار مجلس کسی کے لیے بھی ثابت نہیں ہوگی ، بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف ان امور کو ذکر کررہا ہے، جن سے ایجاب باطل ہوجاتی ہے۔تین چیزیں ایسی ہیں جن سے ایجاب باطل ہوجاتا ہے۔

[۱] عاقدین میں سے جس پر قبول واجب ہو، وہ قبول کرنے سے انکار کردے۔

[۲] قبول کرنے سے پہلے عاقدین میں سے کوئی مجلس چھوڑ کر چلا جائے۔

[۳] قبول کرنے سے پہلے ایجاب کرنے والا اپنے ایجاب سے رجوع کرلے۔

"وإذا وجد الزم البيع "اس عبارت میں خیار مجلس کا بیان ہے۔

خیار مجلس کا مطلب یہ ہے، کہ ایجاب وقبول کے بعد مجلس کے ختم ہونے سے پہلے پہلے عاقدین کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں، جبکہ احناف کے نزدیک خیار مجلس ثابت نہیں۔

امام شافعی کی دلیل نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے۔

" البيعان بالخيار ما لم يتفرقا "

احناف کی دلیل:

بیع بھی باقی عقود کی طرح ایک عقد ہے، جس کا پورا کرنا واجب ہے۔اگر عاقدین میں سے کسی کو اختیار دیا جائے،تو دوسرے کے حق میں نقصان ہوگا،اور اس سے ملکیت ثابتہ ختم ہوجائے گی۔حالانکہ حدیث میں آتا ہے:

" لاضرر ولاضرار فی الاسلام "

احناف کی طرف سے حدیث کی توجیہات:

[۱] حدیث "یتفرق " میں تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے۔اور "البیعان بالخیار " سے مراد خیار قبول ہے اب حدیث کا مطلب یہ ہوگا، کہ جب تک مشتری نے قبول نہ کیا ہو، اس سے پہلے بائع کو یہ اختیار حاصل ہے، کہ وہ اپنا ایجاب واپس لے لیں، اور مشتری کو یہ اختیار حاصل ہے، کہ وہ ایجاب کو قبول کریں یا نہ کریں۔

[۲] تفرق سے مراد تفرق بالابدان ہی ہے، البتہ خیار سے مراد خیار مجلس نہیں ہے، بلکہ خیار سے مراد خیار قبول ہے۔حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بائع کو ایجاب واپس لینے کا اختیار حاصل ہے، اور مشتری کو جب تک مجلس باقی ہو خیار قبول حاصل ہے۔جب مجلس ختم ہو جائے تو خیار قبول ختم ہو جاتا ہے۔

[۳] حدیث میں مذکور " متبایعان" اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم فاعل میں حال اور استقبال دونوں کا معنی ہوتا ہے۔البتہ حال میں حقیقت اور استقبال میں مجاز استعمال ہوتا ہے۔مذکورہ صورت میں متبایعان "حالة مباشرة العقد "میں حقیقت اور "حالة ماکن علیه " میں مجاز ہے۔مثلاً کوئی شخص کھانا کھا رہا ہو، تو اس پر آکل کا صدق حقیقۃ ہوگا۔ اور جو کھا چکا ہے اس پر آکل کا صدق مجازا ہوگا۔لھذا حدیث کو حقیقت پر محمول کرنا مجاز سے اولی اور بہتر ہے۔اب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ دوران عقد یعنی ایجاب اور قبول کے وقت بائع اور مشتری کو معاملہ ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

ثمن کا بیان

ولما ذكر الإيجاب والقبول أراد ان يذكر الثمن والمبيع، وإنما قدم ذكر الثمن؛ لانه وسيلة إلى حصول المبيع وهو المقصود، والوسائل متقدمة على المقاصد.

ترجمہ: جب مصنف رحمہ اللہ نے ایجاب اور قبول کا ذکر کر دیا تو اس نے ثمن اور مبیع کے ذکر کرنے کا ارادہ کیا اور مصنف نے ثمن کے بیان کو مقدم کیا اس لیے کہ ثمن مبیع (جو کہ مقصود ہے) کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ ہے، اور وسائل مقاصد پر مقدم ہوتے ہیں۔

تشریح: یہاں سے شارح رحمہ اللہ ماتن کی آئندہ عبارت کے ساتھ مناسبت ذکر کر رہا ہے۔

فائدہ: تاجر اور خریدار کے مابین کسی سامان کا جو نرخ طے پائے اس کو ''ثمن'' کہتے ہیں۔ اور جو بازار میں عام نرخ ہو اس کو قیمت کہتے ہیں۔

فائدہ: دراہم، دنانیر اور نوٹ ہمیشہ کے لیے ثمن ہیں، خواہ ان کو آپس میں فروخت کر دے، یا کسی اور سامان کے بدلے میں ہوں۔

فائدہ: اگر قیمتی چیز بعوض مثلی چیز ہو تو مثلی چیز ثمن ہوگی۔ مثلا بکری بعوض گندم فروخت کر دی تو گندم چونکہ مثلی چیز ہے اس لیے ثمن گندم ہوگا۔ اور بکری مبیع ہوگی۔

فائدہ: اگر دونوں طرف سے سونا چاندی یا دونوں طرف سے قیمی سامان ہو یا دونوں طرف سے مثلی سامان ہو تو جس پر ''ب'' یا ''علی'' داخل ہو اس کو ثمن سمجھا جائے گا۔ " بعت هذه الفضة بهذاالذهب " اس مثال میں سونا ثمن ہوگا۔ اور چاندی مبیع ہوگا۔

فائدہ: ثمن میں وصف کی معرفت ضروری ہے۔ اور مبیع میں وصف کی معرفت ضروری نہیں ہے۔

فائدہ: جس ثمن کی طرف اشارہ نہ کیا جائے اسے ثمن مطلق کہا جاتا ہے۔ اور ثمن مطلق کی بیع درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں جہالت ثمن ہے جو کہ مفضی الی النزاع ہے۔

فائدہ: ثمن کی حوالگی اور اس کے اخراجات مشتری کے ذمہ ہیں، اور مبیع کی حوالگی اور اس کے

اخراجات بائع کے ذمہ ہیں۔

فائدہ: بیع کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مبیع بائع کی ملکیت میں ہو، لیکن ثمن کا اس وقت خریدار کی ملکیت میں ہونا ضروری نہیں۔

فائدہ: اقالہ کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ مبیع ضائع نہ ہوا ہو، البتہ اگر ثمن ضائع ہو گیا تو بھی اقالہ درست اور جائز ہے۔

فائدہ: ثمن اگر حوالہ کرنے سے پہلے ضائع ہو جائے تو بیع باطل نہیں ہوگی، البتہ اگر مبیع حوالگی سے قبل ضائع ہوگئی تو بیع باطل ہو جائے گی۔

فائدہ: اگر ثمن متعین نہ ہو تو بیع فاسد ہو جاتی ہے، اگر مبیع متعین نہ ہو تو بیع باطل ہو جاتی ہے۔

فائدہ: بیع سلم میں ثمن کا ادھار جائز نہیں، البتہ مبیع کا ادھار رواجب ہے۔

فائدہ: بیع کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مبیع بائع کی ملکیت میں موجود ہو۔ اور ثمن کا عقد کے وقت مشتری کی ملکیت میں موجود رہنا ضروری نہیں۔

فائدہ: اگر عقد میں ایک جانب سونا چاندی یا روپیہ ہو اور دوسری جانب سامان ہو تو پہلے خریدار ثمن حوالہ کرے گا، پھر بائع مبیع دے گا۔ اگر دونوں جانب سے سونا اور چاندی ہو تو بیک وقت دونوں فریق ایک دوسرے کو عوض ادا کریں گے۔ اسی طرح اگر دونوں جانب سے سامان ہو تو تب بھی ایک ساتھ دونوں طرف سے عوض ادا کریں گے۔

مشار الیہ اور غیر مشار الیہ عوض کے بدلے بیع کا بیان

(وصح البیع فی العوض المشار إلیه بلا علم بقدره ووصفه لا فی غیر المشار إلیه) فإنه حینئذ لابد من أن یذکر قدره ووصفه.

ترجمہ: (اور بیع ان عوض کے بدل جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہو مقدار اور وصف معلوم کیے بغیر درست ہے، جس عوض کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہو اس کی بیع درست نہیں) اس لیے کہ اس وقت اس کی

مقدار اور وصف کا بیان کرنا ضروری ہے۔

تشریح: صورة المسألة ثنائية مختلف الحكم.

عبارت میں مذکور مسئلہ کی دو صورتیں ہیں اور ہر ایک صورت کا حکم مختلف ہے۔

۱: العوض المشار إليه. ۲: العوض غير المشار إليه.

بیع کی صحت کے لیے ثمن کی اور وصف کی معرفت ضروری ہے، اگر ثمن کی مقدار اور وصف معلوم نہ ہو تو اس سے نزاع پیدا ہوگا، جس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ اب یہ معلوم کرنا دو طریقوں سے ہوتا ہے، کبھی اشارہ سے معلوم ہوتا ہے، اور کبھی اور کبھی مقدار اور وصف بیان کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

پہلی صورت:

[۱] العوض المشار إليه

خرید و فروخت کے وقت ثمن مجلس میں موجود ہو، اور اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہو۔

حكم المسألة:

صح البيع بلا علم بقدره ووصفه

بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں.... نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے..... لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے.... بیع مطلق (غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ سامان کی بیع ثمن کے بدلے میں ہیں.... بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے.... بیع تولیہ (غیر مرابحہ، غیر وضعیۃ، غیر مساومۃ) اس لیے کہ قیمت خرید پر بغیر نفع کے بیع ہوئی ہے.... غیر باطل اس لیے کہ اس میں بطلان کی وجوہات میں سے کوئی وجہ موجود نہیں.... غیر فاسد اس لیے کہ فساد کی کوئی وجہ موجود نہیں.... غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة:

[۱] قاعدہ: الإشارة کافیة فی التعریف.

[۲] قاعدہ: الإشارة أبلغ من العبارة.

[۳] قاعدہ : کل جهالة لا تفضی إلی المنازعة لا تمنع الجواز.

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: أن هذه الجهالة لا تفضی إلی المنازعة.

کبری: وکل جهالة لا تفضی إلی المنازعة لا تمنع الجواز.

نتیجه : هذه الجهالة لا تمنع الجواز.

دلیل عقلی استثنائی متصل (استثناء رفع تالی، نتیجہ رفع مقدم)

لو کانت هذه الجهالة تمنع جواز العقد ،لکانت تفضی إلی المنازعة.

لکنه لا تفضی هذه الجهالة.

نتیجه: هذه الجهالة لا تمنع جواز العقد.

اشارہ کرنے کے بعد جو جہالت رہ جاتی ہے،وہ ایسی نہیں ہوتی جس سے نزاع پیدا ہوتا ہو،لہذا ایسی جہالت بیع کے لیے مضر نہیں ہوتی۔

دوسری صورت:

خرید و فروخت کے وقت ثمن مجلس میں موجود نہ ہو، یعنی مشار الیہ نہ ہو۔

حکم المسألة:

لا یصح البیع بلاعلم بقدرہ ووصفه.

بیع غیر صحیح اس لیے کہ صحت کے تمام شرائط موجود نہیں...بیع فاسد اس لیے کہ وجوہ فساد میں سے احتمال نزاع موجود ہے.....غیر نافذ، غیر لازم،

مذکورہ مسئلے کا حکم یہ ہے کہ اگر ثمن کی مقدار اور وصف کو بیان نہ کیا گیا تو بیع درست نہیں ہوگی

بلکہ اس صورت میں ثمن کی مقدار اور وصف کا بیان کرنا ضروری ہے۔

دليل المسألة:

قاعدہ: كل جهالة تفضى إلى المنازعة فهو مفسد للعقد.

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لأن هذه الجهالة تفضى إلى المنازعة۔

کبری: وكل جهالة تفضى إلى المنازعة مفسد للعقد.

نتیجہ: هذه الجهالة مفسد للعقد.

دلیل عقلی استثنائی متصل

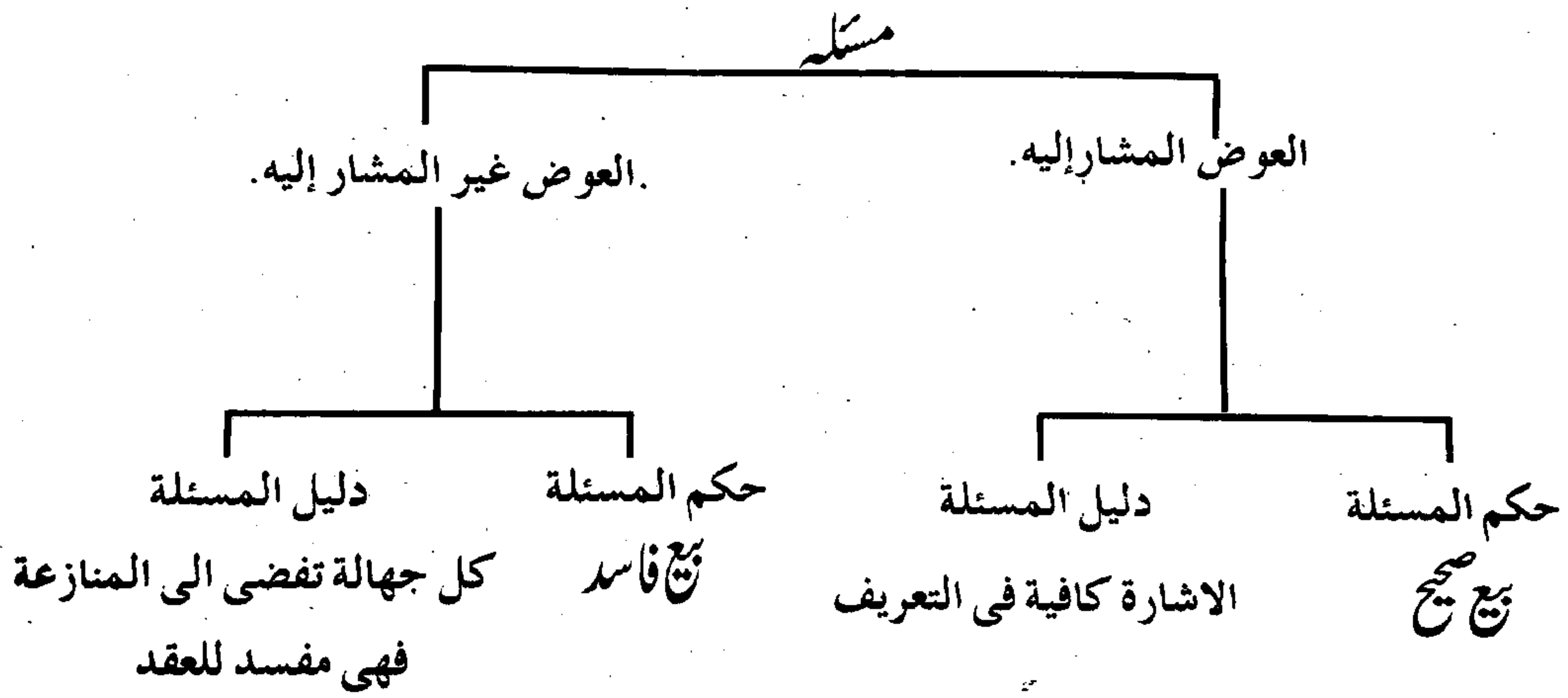
لو كانت هذه الجهالة غير مفسد للعقد لكانت لا تفضى إلى المنازعة.

لكنه تفضى إلى المنازعة.

نتیجہ: هذه الجهالة مفسد للعقد.

اس صورت میں منازعت اس طرح ہے، کہ بائع اعلی اور عمدہ درہم کی چاہت کرے گا۔اور مشتری ادنی اور گھٹیا درہم دینے کی چاہت کرے گا۔لہذا ایسی بیع جائز نہیں۔

فائدہ: عوض سے مبیع اور ثمن دونوں مراد ہو سکتے ہیں البتہ شارح کے قول "اراد ان يذكر الثمن" سے معلوم ہوتا ہے کہ عوض سے مراد ثمن ہے مبیع نہیں ہے۔


مسئله
العوض المشارإليه.
العوض غير المشار إليه.
حكم المسئلة
بيع صحيح
دليل المسئلة
الاشارة كافية فى التعريف
حكم المسئلة
بيع فاسد
دليل المسئلة
كل جهالة تفضى الى المنازعة
فهى مفسد للعقد

نقد ثمن اور مدت معلومہ کے ساتھ بیع کا بیان

(وبثمن حال وإلى أجل علم)

ترجمہ: نقد ثمن کے ساتھ اور مدت معلومہ کے ساتھ بیع درست ہے۔

تشریح: **صورة المسألة ثنائية معكوسة متحدالحكم**

عبارت میں مذکور مسئلہ کی دو صورتیں ہیں۔اور دونوں صورتیں باہم ایک دوسرے کا عکس ہیں اور دونوں کا حکم ایک ہے۔

[ا] وہ بیع جس میں ثمن حالی ہو۔

[۲] وہ بیع جس میں ثمن مؤجل ہو۔

پہلی صورت: صورت واضح ہے کہ بیع میں ثمن نقد کی صورت میں ہو۔

حکم المسألة: بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد)اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں.... نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے....بیع مطلق (غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ سامان کی بیع ثمن کے بدلے میں ہیں....بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے....بیع وضعیہ (غیر تولیہ غیر مرابحہ، غیر مساومۃ) اس لیے کہ قیمت خرید سے کم پر فروخت کی گئی ہے....غیر باطل اس لیے کہ اس میں بطلان کی وجوہات میں سے کوئی وجہ موجود نہیں....غیر فاسد اس لیے کہ فساد کی کوئی وجہ موجود نہیں.....غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة : دلیل نقلی از کتاب اللہ استدلال باشارۃ النص

﴿أحل الله البيع﴾

استدلال بصورت اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: هذاالنص فی البیع مطلق.

کبری: وکل مطلق یجری علی اطلاقه.

نتیجه: هذاالنص فی البیع یجری علی اطلاقه.

اس آیت میں اللہ رب العزت نے مطلقا بیع کوحلال فرمایا ہے، خواہ نقد کی صورت میں ہو، یا ادھار کی صورت میں ہو۔

دوسری صورت: بیع میں ثمن ادھار ہو، نقد نہ ہو۔

حکم المسألة: بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس مین موجود ہیں.... نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کوکسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے....بیع مطلق (غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ سامان کی بیع ثمن کے بدلے میں ہیں....بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے....

بیع مرابحہ (غیر تولیہ، غیر وضعیۃ، غیر مساومۃ) اس لیے کہ قیمت خرید پر نفع لیکر بیع ہوئی ہے.... غیر باطل اس لیے کہ اس میں بطلان کی وجوہات میں سے کوئی وجہ موجود نہیں....غیر فاسد اس لیے کہ فساد کی کوئی وجہ موجود نہیں....غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة: دلیل نقلی از کتاب اللہ، استدلال باشارۃ النص

﴿أحل الله البيع﴾

دلیل نقلی از حدیث فعلی، استدلال بعبارۃ النص

عن عائشة رضى الله عنها: أن النبى ﷺ اشترى طعاما من يهودى إلى أجل ورهنه درعا من حديد.

استدلال بصورت اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: هذاالنص فی البیع مطلق.

کبری: و کل مطلق یجری علی اطلاقه.

نتیجه: هذاالنص فی البیع یجری علی اطلاقه.

اس آیت میں اللہ رب العزت نے مطلقا بیع کو حلال فرمایا ہے، خواہ نقد کی صورت میں ہو، یا ادھار کی صورت میں ہو۔

دوسری صورت: بیع میں ثمن ادھار ہو، نقد نہ ہو۔

حکم المسألة: بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں.... نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے....بیع مطلق (غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ سامان کی بیع ثمن کے بدلے میں ہیں....بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے....

بیع مرابحہ (غیر تولیہ، غیر وضعیۃ، غیر مساومۃ) اس لیے کہ قیمت خرید پر نفع لیکر بیع ہوئی ہے.... غیر باطل اس لیے کہ اس میں بطلان کی وجوہات میں سے کوئی وجہ موجود نہیں....غیر فاسد اس لیے کہ فساد کی کوئی وجہ موجود نہیں....غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة: دلیل نقلی از کتاب اللہ، استدلال باشارۃ النص

﴿أحل الله البيع﴾

دلیل نقلی از حدیث فعلی، استدلال بعبارۃ النص

عن عائشة رضي الله عنها: أن النبي ﷺ اشترى طعاما من يهودي إلى أجل ورهنه درعا من حديد.

استدلال بطریقہ اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: البیع الموجل ثابت عن رسول الله ﷺ

کبری: وکل فعل ثبت عن رسول الله ﷺ(اذا لم یوجد الموانع) فهو جائز.

نتیجه: البیع المؤجل جائز.

دلیل عقلی استثنائی متصل (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم)

لو لم یصح البیع المئوجل ،لما ثبت عن رسول الله ﷺ

لکنه ثابت عن رسول الله ﷺ

یصح البیع المئوجل.

شرط المسألة:

مذکورہ صورت کے لیے شرط یہ ہے کہ ادھار کی مدت معلوم ہو، کیونکہ اگر ادھار کی مدت معلوم نہ ہوتو جھگڑا پیدا ہوگا، اس طور پر کہ بائع مدت قریب کا مطالبہ کرے گا اور مشتری مدت بعید کا مطالبہ کرے گا۔

مسئلہ

وہ بیع جس میں ثمن حالی ہو

حکم المسئلة
بیع صحیح

دلیل المسئلة
احل الله البيع

وہ بیع جس میں ثمن مؤجل ہو

حکم المسئلة
بیع صحیح

دلیل المسئلة
احل الله البيع

ثمن مطلق کے ساتھ بیع کا بیان

(وبالثمن المطلق) أی ان لم یذکر صفته بأن قیل: بعت بعشرة دراهم.

(فان إستوت مالیة النقود فعلی ما قدر به من أیّ نوع) أی یقع البیع علی عشرة دراهم من أیّ نوع کان، أی یعطی المشتری أیّ نوع شاء.

(وإن اختلف فعلی الاروج،وفسد إن استوی رواجها)أی فی صورة اختلاف مالیة النقود.

ثم بعد ذکر الثمن شرع فی ذکر المبیع فقال.

ترجمہ: (اور مطلق ثمن کے ساتھ) یعنی اگر اس نے ثمن کی صفت ذکر نہیں کی اس طرح کہ بائع نے کہا کہ میں نے چیز دس درہم کے عوض میں بیچ دی۔

(پس اگر اطلاق کی صورت میں نقود کی مالیت برابر ہو تو بیع مقرر کردہ مقدار کے عوض میں ہو گی چاہے جس نوع سے بھی ہو) یعنی بیع دس دراہم پر واقع ہوگی خواہ دراہم جس نوع سے بھی ہو۔ یعنی مشتری جس نوع سے بھی دینا چاہے دے دیں۔

(اگر اس کی مالیت مختلف ہو تو پھر بیع زیادہ رائج والے نقود پر واقع ہوگی۔ اور بیع فاسد ہے اگر رائج ہونے میں سب برابر ہو) یعنی نقود کی مالیت کے مختلف ہونے کی صورت میں۔ ثمن کے بیان کے بعد مصنف رحمہ اللہ نے مبیع کا بیان شروع کیا اور کہا۔

تشریح: صورة المسألة رباعیة مختلف الحکم.

عبارت میں جس مسئلہ کا ذکر ہے اس کی چار صورتیں ہیں اور ہر ایک کا حکم مختلف ہے۔

[۱] دونوں ثمن مالیت اور مروج ہونے کے اعتبار سے برابر ہو۔

[۲] دونوں اعتبار سے مختلف ہو۔

[۳] رائج ہونے کے اعتبار سے برابر ہو، مگر مالیت کے اعتبار سے مختلف ہو۔

[۴] دونوں رائج ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوں، اور مالیت کے اعتبار سے برابر ہو۔

پہلی صورت:

" فان استوت مالية النقود "

مشتری مطلقا ثمن کا ذکر کریں، یہ بیان نہ کریں کہ پاکستانی روپے یا سعودی ریال دوں گا۔اوردونوں ثمن مالیت اورمروج ہونے کے اعتبار سے برابرہوں۔

حكم المسألة:

" فعلى ما قدر به من أيّ نوع،يقع البيع على عشرة دراهم من أيّ نوع كان،أي يعطى المشترى أيّ نوع شاء."

مذکورہ صورت میں بیع درست ہے۔اورمشتری جوثمن خواہ پاکستانی روپے ہو یاریال دینا چاہےتودےسکتاہے۔

دليل المسألة:

قاعده: كل جهالة لا تفضى إلى المنازعة لا تمنع الجواز.

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل اول)

صغرى: لان هذه الجهالة لا تفضى إلى المنازعة.

كبرى: وكل جهالة لا تفضى إلى المنازعة غير مفسد للعقد.

نتيجه: فهذه الجهالة غير مفسد للعقد.

مذکورہ صورت میں مشتری جودراہم دیناچاہےدےسکتاہے۔اس لیے کہ یہاں وہ جہالت نہیں ہےجس کاجھگڑاہو۔

دوسری صورت: وان اختلف.

دونوں ثمن مروج اورثمنیت کے اعتبار سے مختلف ہو۔

حكم المسألة: فعلى الاروج

اس صورت کاحکم یہ ہے، کہ جوثمن زیادہ رائج ہواس کے عوض بیع منعقدہوگی۔

دليل المسالة:

[۱] قاعده:المعروف كالمشروط.

[۲] قاعده:التعيين بالعرف كالتعيين بالنص.

دلیل کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں میں عرف یہی ہے کہ وہ بیع زیادہ رائج کے عوض کے بدلے میں کرتے ہیں لہذا یہاں عرف کی وجہ سے تعیین آیا ہے،اورعرف سے تعیین آنا نص سے تعیین آنے کے برابر ہے۔

تیسری صورت: "ان استوى رواجها"

رائج ہونے کے اعتبار سے برابر ہو،مگر مالیت کے اعتبار سے مختلف ہو۔

حكم المسالة: فاسد(غیر صحیح غیر باطل)اس لیے کہ وجوہ فساد میں سے احتمال نزاع موجود ہے۔

دليل المسالة:

قاعدہ:كل جهالة تفضى إلى المنازعة تمنع الجواز۔

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل اول)

صغرى: لأن هذه الجهالة تفضى إلى المنازعة.

كبرى: وكل جهالة تفضى إلى المنازعة مفسد للعقد.

نتيجه: هذه الجهالة مفسد للعقد.

دلیل عقلی استثنائی متصل (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم)

لو كانت هذه الجهالة غير مفسد للعقد لكانت لا تفضى إلى المنازعة.
لكنه تفضى الى المنازعة.

نتیجہ: هذه الجهالة مفسد للعقد.

یہاں ایسی جہالت ہے جو مفضی الی النزاع ہے، اس لیے کہ بائع ایسے ثمن کا مطالبہ کرے گا، جس کی مالیت زیادہ ہو، اور مشتری وہ دے گا، جس کی مالیت کم ہو۔

چوتھی صورت:

دونوں رائج ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوں، اور مالیت کے اعتبار سے برابر ہو۔

حکم المسألة:

بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں....نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے....بیع مطلق (غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ سامان کی بیع ثمن کے بدلے میں ہیں....بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے....

بیع مرابحہ (غیر تولیہ، غیر وضعیۃ، غیر مساومۃ) اس لیے کہ قیمت خرید پر نفع لیکر بیع ہوئی ہے ....غیر باطل اس لیے کہ اس میں بطلان کی وجوہات میں سے کوئی وجہ موجود نہیں....غیر فاسد اس لیے کہ فساد کی کوئی وجہ موجود نہیں....غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: كل جهالة لا تفضى إلى المنازعة لا تمنع الجواز.
یہ صورت مفضی الی النزاع نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

"إلا ان يبين أحدها" أي احد النقود. وهذا استثناء منقطع؛ لأن البحث في البيع بالثمن المطلق فلا يكون حال بيان احد النقود من جنس احوال اطلاق الثمن.

ترجمہ: البتہ اگر نقود میں سے ایک کا بیان ہو جائے تو تب فاسد نہیں ہے۔ یہ استثناء منقطع ہے اس لیے کہ پہلی بحث اس بیع کے بارے میں چل رہی تھی جو ثمن مطلق کے عوض ہوتی ہو۔ پس نقود میں سے کسی ایک کے بیان کا حال مطلق ثمن کے احوال میں سے نہ ہوگا۔

تشریح: **صورة المسألةاحادية استثنائية متحد الحكم**

صورة المسألة:

ثمن مالیت کے اعتبار سے مختلف ہو مگر مشتری نقود میں سے ایک کا بیان کردے، کہ پاکستانی کرنسی دوں گا۔

حكم المسألة: صح البيع.

اس صورت میں بیع درست ہے، فاسد نہیں ہے۔

دليل المسألة:

قاعده: إذازال المانع عاد الممنوع جائزا.

اس سے پہلی صورت میں بیع اس لیے فاسد تھی، کہ مشتری نے ثمن کا بیان نہیں کیا تھا، بلکہ مطلق ذکر کیا تھا۔ اور ثمن مالیت کے اعتبار سے مختلف اور رائج ہونے میں برابر بھی تھا، اب جب مشتری نے ثمن کا بیان کر دیا تو فساد ہونے کی علت (ثمن مطلق) ختم ہو گیا، اس لیے اس صورت میں بیع درست ہوگی۔

خلاصہ: اگر مشتری نے ثمن مطلقا چھوڑ دیا صفت کو بیان نہیں کیا۔ تو شہر کے نقود ایک جیسے ہونگے یا مختلف ہونگے۔ اگر ایک جیسے ہوں (جیسے پانچ کا سکہ اور پانچ کا نوٹ) تو بیع درست ہے۔ اور اگر نقود مختلف ہوں تو یہ اختلاف مالیت اور رواج دونوں میں ہوگا۔ یا ایک میں ہوگا۔ اگر اختلاف دونوں میں ہوں تو جو سکہ زیادہ رائج ہو مشتری وہی دے گا۔ اور اگر اختلاف ایک میں ہو تو اختلاف صرف مالیت میں

ہوگا یا صرف رواج میں ہوگا۔ پہلی صورت میں بیع فاسد ہے۔ البتہ اگر نقود میں سے کسی ایک کو بیان کر کے متعین کردے تو پھر بیع درست ہے۔ دوسری صورت میں بیع جائز ہے۔

" وھذا استثناء منقطع " اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ "الا "حرف استثناء کی نوعیت بیان کررہا ہے۔ کہ " الا "استثنائیۃ منقطع ہے، اس لیے کہ مستثنی منہ ثمن مطلق ہے، اور مستثنی ثمن مبین ہے، اور یہ بات واضح ہے کہ ثمن مطلق اور ثمن مبین الگ الگ جنس ہے ایک جنس نہیں ہے۔

مسئلہ

- دونوں ثمن مالیت اور مروج ہونے کے اعتبار سے برابر ہو
  - **حکم المسئلة**: بیع درست ہے جو ثمن دینا چاہے دے سکتا ہے
  - **دليل المسئلة**: كل جهالة لا تفضى إلى المنازعة لا تمنع الجواز
- دونوں ثمن مالیت اور مروج ہونے کے اعتبار سے مختلف ہو
  - **حکم المسئلة**: جو ثمن زیادہ رائج ہو اس کے عوض بیع منعقد ہوگا
  - **دليل المسئلة**: المعروف كالمشروط
- رائج ہونے کے اعتبار سے برابر ہو مگر مالیت کے اعتبار سے مختلف ہو
  - **حکم المسئلة**: بیع فاسد
  - **دليل المسئلة**: كل جهالة تفضى إلى المنازعة تمنع الجواز
- دونوں رائج ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوں، اور مالیت کے اعتبار سے برابر ہو
  - **حکم المسئلة**: بیع درست ہے
  - **دليل المسئلة**: كل جهالة لا تفضى إلى المنازعة لا تمنع الجواز.

اشیاء خوردنی اور اناج پیمانہ سے ناپ کر اور اندازے سے بیچنے کا بیان

(وفی الطعام والحبوب کیلا وجزافا إن بیع بغیر جنسه)

ترجمہ: (اشیاء خوردنی اور اناج پیمانہ سے ناپ کر اور اندازے سے بیچنا درست ہے اگر اس کو خلاف جنس کے عوض میں بیچا جائے)

تشریح: "وفی الطعام والحبوب کیلا وجزافا إن بیع بغیر جنسه"

صورة المسألة ثنائية مختلف الحكم.

عبارت میں مذکورہ مسئلے کی دو صورتیں ہیں، اور ہر صورت کا حکم جدا جدا ہے۔

[۱] بیع الطعام والحبوب کیلا.

[۲] بیع الطعام والحبوب جزافا.

ا: **پہلی صورت:**

"بیع الطعام والحبوب کیلا"

گندم اور اناج کو پیمانے کے ساتھ ناپ کر کے بیچنا۔

اس کی دو صورتیں ہیں۔

[۱] بیع الطعام والحبوب کیلا بجنسه

گندم اور اناج کو اس کے ہم جنس کے ساتھ پیمانے کے ذریعے ناپ کر کے بیچنا۔

حکم المسألة: بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں....نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے....بیع مقایضہ (غیر صرف، غیر سلم، غیر مطلق) اس لیے کہ جانبین سے ثمن نہیں ہے۔....بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے....

بیع وضعیۃ (غیر تولیہ، غیر مرابحہ، غیر مساومۃ) اس لیے کہ قیمت خرید سے کم پر بیع ہوئی ہے.... غیر باطل اس لیے کہ اس میں بطلان کی وجوہات میں سے کوئی وجہ موجود نہیں.... غیر فاسد اس لیے کہ فساد کی کوئی وجہ موجود نہیں.... غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دليل المسألة:

دلیل نقلی از حدیث قولی استدلال بعبارۃ النص

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلا بمثل، سواء بسواء، يدا بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد.

استدلال بطرز دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: بيع الاموال الربوية بجنسه مثلا بمثل ثابت عن حديث رسول الله ﷺ

کبری: وكل ما هذا شانه فهو جائز.

نتیجه: بيع الاموال الربوية بجنسه مثلا بمثل جائز.

استدلال بطرز استثنائی متصل (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم)

لو لم يجز بيع الاموال الربوية بجنسه مثلا بمثل، لماثبت عن رسول الله ﷺ

لكنه ثابت عن رسول الله ﷺ

نتیجه: بيع الاموال الربوية بجنسه مثلا بمثل جائز.

شرط المسألة.

چونکہ مذکورہ صورت میں بدلین اموال ربویہ میں سے ہیں، اس لئے بدلین میں مساوات شرط ہے، کیونکہ اگر مساوات نہ ہو، تو ربا لازم آئے گا۔

[٢] بيع الطعام والحبوب كيلا بغير جنسه

اموال ربویہ کو خلاف جنس کے ساتھ بیچنا۔

حکم المسألة:

بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں.....نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے.....بیع مقایضہ (غیر صرف، غیر سلم، غیر مطلق) اس لیے کہ جانبین سے ثمن نہیں ہے۔

بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے.....
بیع تولیہ (غیر وضعیہ، غیر مرابحہ، غیر مساومۃ) اس لیے کہ قیمت خرید پر بیع ہوئی ہے.....غیر باطل اس لیے کہ اس میں بطلان کی وجوہات میں سے کوئی وجہ موجود نہیں.....غیر فاسد اس لیے کہ فساد کی کوئی وجہ موجود نہیں.....غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة:

دلیل نقلی از حدیث قولی، استدلال بعبارۃ النص.

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ :الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر ،والملح بالملح، مثلا بمثل، سواء بسواء، يدا بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد.

۲: دوسری صورت: اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔

[۱] بيع الطعام والحبوب جزافا بجنسه

اموال ربویہ متحد الجنس کو اٹکل اور اندازے کے ساتھ بیچنا۔

حکم المسألة: بیع غیر صحیح، غیر نافذ، غیر لازم، اس لیے کہ اس میں صحت کے تمام شرائط موجود نہیں ہے۔

دلیل المسألة: دلیل نقلی از حدیث قولی، استدلال بعبارۃ النص

عمر بن الخطاب رضى الله عنه يخبر عن رسول الله ﷺ قال:الذهب بالذهب ربا إلا هاء وهاء، والبر بالبر ربا إلا هاء وهاء، والتمر بالتمر ربا إلا هاء وهاء، والشعير بالشعير ربا إلا هاء وهاء۔

استدلال بطرز اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: بيع الاموال الربوية بجنسه تفاضلا منهى عن حديث رسول الله ﷺ

کبری: وكل بيع صفته هكذافهو غير جائز.

نتیجہ: بيع الاموال الربوية بجنسه تفاضلا غير جائز .

چونکہ اموال ربویہ کواندازے اوراٹکل کے ساتھ بیچنے میں سود کا احتمال ہے،اس لیے اس کا اندازے کے ساتھ بیچنا درست نہیں ہے۔

[۲] بيع الطعام والحبوب جزافابغير جنسه

اموال ربویہ مختلف الجنس کو اٹکل اور اندازے کے ساتھ بیچنا۔

حکم المسألة:

بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں۔اور وجوہ فساد اور بطلان میں سے کوئی وجہ اس میں موجود نہیں ہے....نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے....بیع مقایضہ (غیر صرف،غیر سلم،غیر مطلق) اس لیے کہ جانبین سے ثمن نہیں ہے۔ ....بیع معجّل (غیر موجل،غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے....بیع مسامۃ (غیر وضعیہ،غیر مرابحہ،غیر تولیہ) اس لیے کہ قیمت خرید کے لحاظ کئے بغیر بیع ہوئی ہے....غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة:

دلیل نقلی از حدیث قولی استدلال بعبارة النص.

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلا بمثل، سواء بسواء، يدا بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد .

استدلال بطرز اقترانی حملی (شکل اول)

صغری : بيع الاموال الربوية تفاضلا بغير جنسه ثابت عن حديث رسول اللهﷺ

کبری : وكل ما هذا شانه فهو جائز.

نتیجه : بيع الاموال الربوية تفاضلا بغير جنسه جائز.

اموال ربویہ میں جب جنس مختلف ہو تو اٹکل اور اندازے کے ساتھ بیچنا درست ہے۔

مسئلة

- بيع الطعام والحبوب كيلا
  - بيع الطعام والحبوب كيلابجنسه
    - حكم المسئلة: مساوات کے صورت میں بیع درست ہے
    - دليل المسئلة: حدیث ربا
  - بيع الطعام والحبوب كيلابغير جنسه
    - حكم المسئلة: برابراورزیادتی دونوں صورتوں میں بیع درست ہے
    - دليل المسئلة: فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد
- بيع الطعام والحبوب جزافا
  - بيع الطعام والحبوب جزافابجنسه
    - حكم المسئلة: بیع درست نہیں ہیں۔
    - دليل المسئلة: حدیث ربا
  - بيع الطعام والحبوب جزافابغير جنسه
    - حكم المسئلة: بیع جائز
    - دليل المسئلة: فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد

معین برتن اور پتھر کے ذریعے بیع کا بیان

(وباناء او حجر معین لم یدر قدره)

ترجمہ: اور ایک ایسے معین برتن سے جس کی مقدار معلوم نہ ہو اور ایک ایسے معین پتھر سے جس کی مقدار معلوم نہ ہو۔

تشریح: مذکورہ بالا عبارت میں دو مسئلے بیان کیے گئے ہیں۔

[ا] **صورة المسئلة احادیه**

صورة المسألة: معین برتن (جس کی مقدار معلوم نہ ہو) کے ذریعے سے ناپ کر بیچنا مثلاً بائع مشتری سے کہے، کہ یہ جگ بھر گندم دس روپے کے عوض بیچتا ہوں۔

حکم المسألة: بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں۔اور وجوہ فساد اور بطلان میں سے کوئی وجہ اس میں موجود نہیں ہے نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے.....بیع مطلق (غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ اس میں ایک جانب ثمن اور دوسری جانب (مبیع) غیر ثمن ہے۔.....بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے.....بیع مسامة

(غیر وضعیہ، غیر مرابحہ، غیر تولیہ) اس لیے کہ قیمت خرید کے لحاظ کئے بغیر بیع ہوئی ہے.....غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: کل جهالة لا تفضی الی المنازعة لا تفسد العقد.

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان هذه الجهالة لا تفضی الی المنازعة۔

کبری: وکل جهالة لا تفضی الی المناعة لا تمنع الجواز.

نتیجہ: فهذه الجهالة لا تمنع الجواز

یہ جہالت ایسی نہیں ہے جو مفضی الی المنازعۃ ہو، اور جو جہالت مفضی الی المنازعۃ نہ ہو تو وہ بیع کے جواز کے لیے مانع نہیں ہوتی۔

شرط المسألة: مذکورہ مسئلے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ برتن معین ہو، کیونکہ اگر برتن معین نہ ہو، تو ایسی بیع درست نہیں۔

[۲] **صورة المسئله احادية:** معین پتھر (جس کا وزن معلوم نہ ہو) سے وزن کر کے بیچنا۔ مثلا بائع کہے کہ اس معین پتھر کے وزن کے برابر گندم پانچ روپے کے عوض دوں گا۔

حکم المسألة: بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں۔ اور وجوہ فساد اور بطلان میں سے کوئی وجہ اس میں موجود نہیں ہے نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے..... لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے.... بیع مطلق

(غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ اس میں ایک جانب ثمن اور دوسری جانب (مبیع) غیر ثمن ہے۔.... بیع معجل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے.... بیع مساومۃ (غیر وضعیہ، غیر مرابحہ، غیر تولیہ) اس لیے کہ قیمت خرید کے لحاظ کیے بغیر بیع ہوئی ہے.... غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: کل جهالة لا تفضی الی المنازعة لا تمنع الجواز

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان هذه الجهالة لا تفضى الى المنازعة۔

کبری: وكل جهالة لا تفضى الى المنازعة لا تمنع الجواز۔

نتیجه: هذه الجهالة لا تمنع الجواز۔

شرط المسألة:

مذکورہ مسئلے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ پتھر معین ہو، کیونکہ اگر پتھر معین نہ ہو، تو ایسی بیع درست نہیں۔

مکیلی موزونی چیزوں کے مجموعہ کی بیع کا بیان

(وفى صاع فى بيع صبرة كل صاع بكذا) أى قال: بعت هذه الصبرة كل صاع بدرهم، صح فى صاع واحد،

(وفى كلها إن سمى جملة قفزانها) أى إذا قال: بعت هذه الصبرة وهى عشرة اقفزة كل قفيزة بدرهم، صح فى الكل.

ترجمہ: (اور ڈھیر کی بیع کی صورت میں اس شرط پر کہ ہر صاع اتنے درہم کے عوض میں ہے۔ یہ بیع ایک صاع میں درست ہے) یعنی اگر بائع نے کہا کہ میں نے اس ڈھیر سے ہر صاع ایک درہم کے عوض بیچ دیا تو یہ بیع ایک صاع میں درست ہے۔

(اور مکمل ڈھیر میں اس وقت درست ہے جب مکمل قفیز بتائی جائے) یعنی اگر بائع نے کہا کہ میں نے یہ ڈھیر بیچ دیا اور یہ دس قفیز ہے اور ہر ایک قفیز ایک درہم کے عوض تو یہ بیع سب میں جائز ہے۔

تشریح: صورة المسئلة ثنائية، مختلف الحکم، مثنى الاقوال

مذکورہ مسئلے کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتوں کا حکم مختلف ہے۔

[ا] بائع گندم کا ڈھیر اس شرط پر بیچ دے کہ ہر صاع ایک درہم کے عوض ہے۔ اور تمام صاع کے

مقدار کو بیان نہ کرے۔

[۲] بائع گندم کا ڈھیر اس شرط پر بیچ دے کہ ہر صاع ایک درہم کے عوض ہے۔ اور تمام صاع کے مقدار کو بیان کرے۔

پہلی صورت:

بائع مشتری پر گندم کا ڈھیر یہ کہ کر بیچ دے کہ اس سے ہر صاع ایک درہم کے عوض میں ہے، اور تمام صاع کے مقدار کو بیان نہ کرے۔

اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور دوسرا قول صاحبینؒ کا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس حکم کے دو جز ہیں۔

جز اول: صح فی صاع واحد

ایک صاع میں یہ بیع درست ہے۔

دليل المسألة:

قاعدة: جب لفظ کل "مالا نهاية له" پر داخل ہو جائے، تو اس کا رجع ادنی یعنی ایک کو ہوتا ہے، اس لیے کہ ادنی متعین اور یقینی ہوتا ہے، البتہ اس میں زیادہ کا احتمال ہوتا ہے۔

جز ثانی: لا يجوز في الكل.

تمام صاعوں میں بیع درست نہیں ہے۔

دليل المسألة: قاعدہ: كل جهالة تفضي إلى المنازعة تمنع الجواز.

یہ صورت چونکہ مفضی الی المنازعۃ ہے، اس طور پر کہ بائع اولا مشتری سے ثمن کا مطالبہ کرے گا، اور مشتری ثمن اس وقت تک نہیں دے گا جب تک مبیع معلوم نہ ہو۔ لہذا مبیع بھی مجہول اور ثمن بھی مجہول ہے، اس وجہ سے یہ بیع درست نہیں۔

صاحبینؒ کا مذہب: صاحبینؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں بیع درست ہے۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: كل جهالة لا تفضى إلى المنازعة لا تمنع الجواز.

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان هذه الجهالة ممكن الازالة.

کبری: وكل جهالة صفتها هكذا لاتمنع الجواز.

نتیجہ: هذه الجهالة لاتمنع الجواز.

صاحبینؒ کے نزدیک ایک صاع میں تو اس لیے درست ہے کہ وہ معلوم ہے۔اور کل صاع میں اس لیے درست ہے کہ اس جہالت کا ازالہ عاقدین کے لیے ممکن ہے۔اور ایسی جہالت جس کا ازالہ ممکن ہو بیع کے جواز کے لیے مانع نہیں بنتی۔

دوسری صورت: بائع تمام صاع کی مقدار بیان کر دے کہ یہ ڈھیر کل سو صاع ہے،اور ہر صاع ایک درہم کے عوض میں ہے۔

حكم المسئلة: یہ صورت اتفاقی ہے اس صورت میں امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ دونوں کے نزدیک (ایک صاع اور کل صاع میں) جائز ہے۔

دليل المسألة: إذا زال المانع ثبت الممنوع.

صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہونا تو ظاہر بات ہے،البتہ امام صاحبؒ کے نزدیک اس لیے جائز ہے، کہ کل صاع میں بیع کی جائز نہ ہونے کی علت (کل صاع کا معلوم نہ ہونا) زائل ہوگئی۔اس لیے اب کل صاع میں جائز ہوگی۔مفتی بہ قول صاحبین رحمہما اللہ کا ہے۔بحوالہ القول الراجح:۲/۱،

مسئلة

- بائع گندم کے ڈھیر کو بیچ دے ہر صاع کی قیمت بھی ذکر کرے لیکن کل صاع کی مقدار بیان نہ ہو۔
  - صاحبین کا مذہب
    - **حکم المسئلة**: بیع دونوں صورتوں میں درست ہے۔
    - **دليل المسئلة**
  - امام ابوحنیفہؒ کا مذہب
    - جز اول
      - **حکم المسئلة**: ایک صاع میں درست ہے۔
      - **دليل المسئلة**: جب کل مالانہایۃ پر داخل ہو جائے تو اس کا رجع ادنی کو ہوتا ہے
    - جز ثانی
      - **حکم المسئلة**: بیع کل صاع میں درست نہیں۔
      - **دليل المسئلة**: كل جهالة لا تفضى الى المنازعة لا تمنع الجواز.
- بائع گندم کے ڈھیر کو بیچ دے ہر صاع کی قیمت بھی ذکر کرے اور کل صاع کی مقدار بھی بیان کرے۔
  - **حکم المسئلة**: ایک صاع اور کل صاع دونوں میں بیع درست ہے۔
  - **دليل المسئلة**: اذازال المانع عاد الممنوع جائز

مذروعی اور قیمتی چیزوں کے مجموعہ کی بیع کا بیان

(وفسد في الكل في بيع ثلة او ثوب ، كل شاة او ذراع بكذا) لأن البيع لا يجوز الافي واحد ،وذالك الواحد متفاوت.(وكذا كل معدود متفاوت)

ترجمہ: (اگر ریوڑ یا کپڑے کے تھان میں اس شرط پر بیع ہوئی کہ ہر بکری ہر گز ایک درہم کے عوض ہو گا تو اس صورت میں یہ بیع سب میں فاسد ہے)اس لیے کہ بیع صرف ایک میں جائز ہے۔اور اس میں بھی تفاوت ہے۔یہی حکم تمام ان چیزوں کا ہے جو گن کر بیچی جاتی ہیں۔

تشریح: مذکورہ بالا عبارت میں تین مسائل کا بیان ہے۔

[۱] بائع مشتری پر بکریوں کا ریوڑ اس شرط پر بیچ دے کہ ہر بکری ایک درہم کے عوض ہوگی۔

[۲] بائع مشتری پر کپڑے کا تھان اس شرط پر بیچ دے کہ اس کا ایک گز ایک درہم کے عوض ہوگا۔

[۳] بائع مشتری پر ہر ایسی چیز بیچ دے جس کو شمار کر کے بیچی جاتی ہے۔اور اس کے افراد میں قیمت کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے۔

پہلا مسئلہ: **صورة المسألة احادية،مختلف مثنى الاقوال(ذو قولين)**

صورة المسألة: بائع مشتری پر بکریوں کا ریوڑ اس شرط پر بیچ دے کہ ہر بکری ایک درہم کے عوض ہوگی۔۔اس مسئلے میں دو قول ہیں،ایک قول امام ابو حنیفہ کا ہے،دوسرا قول صاحبین کا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا مذہب: بیع فاسد (غیر صحیح ،غیر باطل،غیر نافذ ،غیر لازم) وجوہ فساد میں سے احتمال نزاع امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کل ریوڑ میں بھی درست نہیں اور ایک بکری میں بھی درست نہیں ہے۔

دلیل المسألة: قاعدہ: كل جهالة تفضى إلى المنازعة تمنع الجواز.

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کل میں اس لیے درست نہیں کہ مبیع اور ثمن دونوں مجہول ہیں،اور ایک میں اس لیے درست نہیں کہ اس میں تفاوت فاحشہ ہے،اس طور پر کہ بکریوں میں قیمتوں کے اعتبار سے فرق ہوتا ہو بائع کمزور دے گا،اور مشتری اعلی کا مطالبہ کرے گا جس کی وجہ سے نزاع پیدا ہوگا۔

صاحبینؒ کا مذہب: صاحبینؒ کے نزدیک کل میں جائز ہے۔

دلیل المسالة:

قاعدہ: کل جهالة لا تفضی إلی المنازعة لا تمنع الجواز.

صاحبینؒ کے نزدیک چونکہ اس جہالت کا ازالہ ممکن ہے اس طور پر کہ اس کا دور کرنا متعاقدین کے ہاتھ میں ہے۔لہذا یہ جہالت مانع از جواز نہیں ہے۔

نوٹ: باقی دونوں مسائل میں بھی یہی تفصیل ہے۔جو مذکورہ بالا مسئلے میں ہے۔

خلاصہ: اگر مبیع مجموعہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں،یا تو متفق الاجزاء ہوگی یا مختلف الاجزاء ہوگی،اگر متفق الاجزاء ہو تو سارے اجزاء معلوم ہونگے یا نہیں۔اگر سارے اجزاء معلوم ہو تو بیع بالاتفاق درست اور جائز ہے۔اور اگر سارے اجزاء معلوم نہ ہو بلکہ بعض اجزاء معلوم ہو تو امام صاحبؒ کے نزدیک معلوم میں درست ہے اور مجہول میں بیع فاسد ہوگی۔اور صاحبینؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں درست ہے۔اور اگر اجزاء مختلف ہوں تو امام صاحبؒ کے نزدیک مطلقا بیع فاسد ہے۔اور صاحبینؒ کے نزدیک مطلقا بیع جائز ہے۔

مفتی بہ قول صاحبینؒ کا ہے۔بحوالہ القول الراجح:۲/۳۔

مسئلة

بکریوں کے ریوڑ کی بیع اس شرط پر کرنا کہ ہر بکری ایک درہم کی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب

حکم المسئلة

بیع فاسد ہے

دليل المسئلة

كل جهالة تفضى الى المنازعة تمنع الجواز

صاحبینؒ کا مذہب

حكم المسئلة

بیع درست ہے

دليل المسئلة

كل جهالة ممكن الازالة لا تمنع الجواز

موزونی چیزوں کا بیان کردہ مقدار سے کم یا زیادہ ہونے کا بیان

(فإن باع صبرة على أنها مائة صاع بمائة وهي أقل أو أكثر أخذ المشتري الأقل بحصته، أوفسخ البيع وما زاد للبائع) لأنه لم يبع الا مائة صاع فالزائد له.

ترجمہ: (اگر بائع نے کوئی ڈھیر سو درہم کے عوض اس شرط پر بیچا کہ یہ سو صاع ہے۔ حلانکہ وہ ڈھیر سو سے کم یا زیادہ تھا تو کم کی صورت میں مشتری کو اختیار ہے۔ چاہے موجودہ مقدار کو اس کے حصہ ثمن کے عوض میں لے لے۔ اور چاہے تو بیع فسخ کرلے۔ اور زیادہ کی صورت میں زیادتی بائع کی ہوگی) اس لیے کہ بائع نے سو صاع کی بیع کی ہے زیادہ کی نہیں کی۔ پس زیادتی بائع کی ہوگی۔

تشریح: صورة المسألة ثنائية مختلف الحكم.

مذکورہ بالا عبارت میں جس مسئلے کا بیان ہے اس کی دو صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم دوسری صورت سے مختلف ہے۔

[۱] بائع سو صاع اناج کا ڈھیر بیچ دے، اور وہ کم نکلے۔

[۲] بائع سو صاع اناج کا ڈھیر بیچ دے، اور وہ زائد نکلے۔

۱۔ **صورة المسألة:** بائع مشتری سے کہے کہ اناج کا یہ ڈھیر مثلاً سو صاع ہے، اور کل ڈھیر سو درہم کے عوض بیچتا ہوں۔ مشتری نے ڈھیر اس سے خرید لیا، ناپنے کے بعد ڈھیر سو صاع سے کم نکلے۔

حکم المسألة: اس حکم کے دو جز ہیں۔

پہلا جز: أخذ المشتري الأقل بحصته.

اگر مشتری خریدنا چاہے تو موجود حصے کو اسی حساب سے لے لے۔ مثلاً نوے صاع نکلا تو مشتری اس کو نوے دراہم کے عوض لے لے۔

دليل المسألة:

قاعدہ: الاثمان للاعيان لاللاوصاف۔

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لأن الطعام من الأعيان.

کبری: وكل شيء صفته هكذا فله ثمن.

نتیجہ: فله(للطعام) ثمن.

دلیل عقلی استثنائی متصل (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم)

لو أخذ الأقل بكل الثمن لم يكن الطعام من الأعيان.

لكنه من الأعيان.

نتیجہ: لا ياخذ الأقل بكل الثمن.

مذکورہ مسئلے میں طعام چونکہ اوصاف میں سے نہیں۔ بلکہ اعیان میں سے ہے۔ اور اعیان کے مقابلہ میں ثمن آتا ہے۔ اس لیے اگر طعام کم نکلا تو ثمن میں بھی کمی ہوگی۔

دوسرا جز: أو فسخ

مذکورہ مسئلے میں اگر مشتری بیع ختم کرنا چاہے۔ تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے۔

دليل المسألة:

قاعدہ: تفريق الصفقة قبل التمام يثبت الخيار للمشتری.

دلیل اقترانی حملی (شکل ثالث)

صغری: لان فی هذا العقد تفريق الصفقة قبل التمام.

کبری: وكل عقد صفته هكذا يوجب الخيار للمشتری.

نتیجہ: فهذا العقد يوجب الخيار للمشتری.

دلیل کا حاصل یہ ہے کہ بیع فسخ کرنے کا احتمال اس لیے ہے کہ عقد تام ہونے سے پہلے مشتری پر صفقہ متفرق ہو گیا۔ اور مشتری نے ابھی تک مبیع پر قبضہ نہیں کیا اور نہ ہی اس کی رضامندی مکمل ہوئی۔ اس لیے عقد بھی تام نہیں ہوا تو اس کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔

۲۔دوسری صورت: بائع مشتری سے کہے کہ اناج کا یہ ڈھیر مثلاً سو صاع ہے، اور کل ڈھیر سو درہم کے عوض بیچتا ہوں۔ مشتری نے ڈھیر اس سے خرید لیا۔ ناپنے کے بعد ڈھیر سو صاع سے زائد نکلا۔

حکم المسالۃ: ومازاد للبائع

اس صورت کا حکم یہ ہے کہ بیع تام ہوئی اور زیادتی بائع کے لیے ہوگی۔

دلیل المسالۃ:

قاعدہ: کل عقد وقع علی مقدار معین لا یتناول غیرہ

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان هذا البیع وقع علی مقدار معین.

کبری: وکل ما وقع علی مقدار معین لایتناول غیرہ.

نتیجہ: فهذاالبیع لایتناول غیرہ.

دلیل عقلی استثنائی متصل (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم)

لانه لو تناول البیع امرا زائدالما وقع البیع علی مقدار معین.

لکنه وقع علی مقدار معین.

نتیجہ: لا یتناول البیع امرازائدا.

مسئله

بائع اناج کے سوصاع کا ڈھیر سو درہم کے عوض بیچ دے اور وہ سوصاع سے زائد نکلے۔

- حکم المسئله: زیادتی بائع کی ہوگی۔
- دلیل المسئله: کل عقد علی مقدار معین لایتناول غیره.

بائع اناج کے سوصاع کا ڈھیر سو درہم کے عوض بیچ دے اور وہ سوصاع سے کم نکلے

- جزاول
  - حکم المسئله: اگر چاہے تو نوے صاع کو نوے درہم کے عوض لے لیں
  - دلیل المسئله: الاثمان للاعیان
- جز ثانی
  - حکم المسئله: مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے
  - دلیل المسئله: تفریق الصفقه قبل التمام یوجب الخیار للمشتری .

مذروعی چیزوں کا بیان کردہ مقدار سے کم یا زیادہ ہونے کا بیان

(وإن باع المذروع هكذا أخذ الأقل بكل الثمن أو ترك، والأكثر له بلا خيار للبائع)لأن الذراع في الثوب وصف، والمراد بالوصف الأمر الذى إذا قام بالمحل يوجب في ذالك المحل حسنا أو قبحا فالكمية المحضة لايكون من الأوصاف بل هى أصل؛لأن الكمية عبارة عن قلة الأجزاء أو كثرتها،والشيء إنما يوجد بالأجزاء،والوصف ما يقوم بالشيء، فلا بد أن يكون مؤخرا عن وجود ذالك الشيء،فالكمية اللتي تختلف بها الكيفية كالذرع في الثوب أمر يختلف به حسن المزيد عليه؛ فإن الثوب إذا كان عشرة أذرع تساوى عشرة دنانير، وإن كان تسعة أذرع لاتساوى تسعة دنانير؛لأنه لايكفى جبة، والعشرة تكفى،فوجود الذرع الزائد على التسعة يزيد التسعة حسنا كالأوصاف الزائدة، فلا يقابلها شيء من الثمن، أى الثمن لا ينقسم على الأجزاء كما ينقسم فى الحنطة؛فإنه إذا كان عشرة أقفزة بعشرة دراهم كان قفيز واحد بدرهم، ولا كذالك فى الثوب؛فإنه إذا باع عشرة أذرع بعشرة وكان الثوب تسعة أذرع كما فى مسألتنا لا يأخذه بتسعة،بل إن شاء أخذه بعشرة، وإن شاء فسخ ، وإن كان زائدة كان للمشترى؛ فإنه باع هذا الثوب فوجد المشترى فيه أمرا مرغوبافكان للمشترى كما إذا اشترى عبدا فوجده كاتبا.

واعلم أن المسئلة فيما إذا باع ثوبا على أنه عشرة أذرع بعشرة دراهم كل ذراع بدرهم فإذا هو تسعة أذرع أو أحد عشر ذراعا حتى لو كان تسعة ونصفا أو عشرة ونصفا فحكمه ليس كذالك على ما سيأتى فى هذه الصفحة.

ترجمہ: (اوراگر بائع نے اس طرح کپڑا بیچ دیا تو کم نکلنے کی صورت مشتری پورے ثمن کے عوض لے لے یا چھوڑ دے اور زیادہ نکلنے کی صورت میں زیادتی مشتری کی ہوگی بائع کے اختیار کے بغیر) اس لیے

کہ گز اس میں ایک وصف ہے۔اور وصف سے مراد ہر وہ چیز ہے جب وہ کسی محل میں آ جائے تو وہ اسی محل میں حسن یا قبح کا سبب بنے، پس محض کمیت اوصاف میں سے نہیں ہوگی بلکہ وہ ایک اصل ہے اس لیے کہ کمیت اجزاء کے قلت اور کثرت کا نام ہے اور چیز اجزاء سے موجود ہوتی ہے۔اور وصف محل کے ساتھ قائم ہوتا ہے اس لیے اس کے وجود کے بعد ہوتا ہے،اور کمیت سے چیز کی کیفیت مختلف ہوتی ہے، جیسے ذراع کپڑے میں ایک ایسی چیز ہے جس سے مزید علیہ کا حکم مختلف ہوتا ہے،اس لیے کہ کپڑا اگر دس گز ہو تو اس کی قیمت دس دینار ہوگی،اور جب نو گز ہو تو تب اس کی قیمت نو دینار نہیں ہوگی،اس لیے کہ وہ جبہ کے لیے کافی نہیں ہے۔اور دس گز کافی ہے پس ایک گز کا اضافہ ہونا نو گز پر نو گز کا حسن بڑھا دیتا ہے،لہذا زائد گز اوصاف زائدہ کی طرح ہے پس اس کے عوض ثمن میں سے کچھ نہیں ہوگا۔یعنی ثمن اجزاء کے مقابلے میں تقسیم ہوتا ہے اس لیے کہ گندم اگر دس قفیز دس درہم کے عوض میں ہوں تو ایک قفیز ایک درہم کے عوض ہوگا۔اور کپڑے میں اس طرح نہیں ہے، پس جب بائع دس درہم کے عوض بیچ دے اور کپڑا نو گز نکل آئے جس طرح زیر بحث مسئلے میں ہے۔تو مشتری اس کو نو درہم کے عوض نہیں لے گا بلکہ اگر چاہے تو دس کے عوض لے اور اگر چاہے تو بیع فسخ کر دے۔اور اگر دس گز سے کپڑا زیادہ ہو تو زیادتی مشتری کے لیے ہوگی اس لیے کہ بائع نے دس گز کپڑا بیچ دیا تو مشتری نے اس میں ایک ایسی چیز پائی جو اس کے لیے رغبت کا سبب ہے تو یہ مشتری کے لیے ہوگی۔یہ ایسے ہی ہے جیسے مشتری نے کوئی غلام خریدا اور وہ کاتب نکلا۔

(اور اگر بائع اس طرح کہے کہ ہر گز ایک درہم کے عوض ہے۔تو کم نکلنے کی صورت میں اسی حساب سے لے لے یا چھوڑ دے۔اور اسی طرح زیادتی کی صورت میں مشتری بشمول زائد ہر گز ایک درہم کے عوض لے گا یا بیع فسخ کرے)اس لیے کہ بائع نے ہر گز کے عوض ایک درہم قیمت مقرر کی ہے۔پس اس معنی کی رعایت ضروری ہے۔

یہ بات جان لو کہ یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب بائع نے کپڑا اس شرط کے ساتھ بیچا ہو کہ دس گز کپڑا دس دراہم کے عوض میں ہے۔اور ہر گز ایک درہم کے عوض میں ہے۔اور کپڑا نو گز یا گیارہ گز

نکل آئے۔ اور اگر کپڑا ساڑھے نو گز یا ساڑھے دس گز نکل آئے تو اس کا حکم یہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا حکم آئندہ آئے گا۔

تشریح: صورة المسألة ثانية مختلف الحكم.

مذکورہ عبارت میں جس مسئلہ کا ذکر ہے اس کی دو صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم مختلف ہے۔

[۱] بائع مشتری پر سو گز کپڑے کا تھان بیچ دے۔ اور ہر گز کا جدا ثمن ذکر نہ کرے۔

[۲] بائع مشتری پر سو گز کپڑے کا تھان بیچ دے۔ اور ہر گز کا جدا ثمن ذکر کرے۔

پہلی صورت: اس کی دو صورتیں بنتی ہیں۔

[۱] وهی اقل

بائع مشتری پر سو گز کپڑے کا تھان بیچ دے۔ اور ہر گز کا جدا ثمن ذکر نہ کرے۔ گز کرنے کے بعد تھان سو سے کم نوے گز نکلے۔

حکم المسألة: حکم کے دو جز ہیں۔

جز اول: أخذ الأقل بكل الثمن،

کم نکلنے کی صورت میں اگر مشتری خریدنا چاہے تو پورے ثمن کے عوض خریدے گا۔

دليل المسألة:

[۱] قاعده: الأوصاف لا يقابلهامن الثمن.

[۲] قاعده: الاثمان للاعيان لاللاوصاف.

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان الذراع من الاوصاف.

کبری: والاوصاف لا يقابلها من الثمن.

نتیجه: الذراع لا يقابلها من الثمن.

دلیل استثنائی متصل، (استثناء نقیض تالی، نتیجہ نقیض مقدم)

لانه لو أخذ الأقل بحصته يكون للاوصاف من الثمن.

لكن الاوصاف لا يقابلها من الثمن.

نتیجه: لا ياخذ الأقل بحصته.

دلیل کا حاصل یہ ہے کہ ذراع (گز) ایک وصف ہے۔اس لیے کہ گز طول اور عرض کا نام ہے۔اور طول وعرض اوصاف کے قبیلہ سے ہیں۔اور وصف کے مقابلہ میں ثمن نہیں آتا،لہذا کمی اور زیادتی کی صورت میں ثمن میں کمی زیادتی نہیں آئی گی۔

ترجمة: أو ترك.

اگر خریدنا نہیں چاہتا تو بیع کو فسخ کر لے۔

دليل المسألة:

قاعدہ: فوات الوصف يثبت الخيار للمشتری.

دلیل اقترانی حملی:

صغری: لان فی الأقل تفويت الوصف.

کبری: وكل بيع صفته هكذا يثبت فيه الخيار للمشتری.

نتیجه: يثبت الخيار فی الأقل للمشتری.

وصف کے فوت ہونے کی وجہ سے مشتری کی رضامندی میں خلل واقع ہوئی ہے۔اور خلل واقع ہونے کی صورت میں مشتری کو اختیار حاصل ہوتا ہے۔کہ وہ بیع نافذ کرے یا فسخ کرے۔

[۲] او اکثر
گز کرنے کے بعد تھان زائد نکلے۔

حکم المسألة: والاکثر له بلا خیار للبائع.
اس صورت میں زیادتی مشتری کے لیے ہوگی، اور بائع کو کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: الأوصاف لا یقابلهامن الثمن.

گز چونکہ ایک وصف ہے جس کے مقابلے میں ثمن نہیں آتا، اس لیے ذراع کے بڑھ جانے سے ثمن میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

دوسری صورت: بائع مشتری پر سو گز کپڑے کا تھان بیچ دے، اور ہر گز کا جدا ثمن ذکر کرے۔
اس کی بھی دو صورتیں بنتی ہیں۔

[۱] هی أقل
سو گز سے کم نکلے مثلاً نوے گز نکلے۔

حکم المسألة: اس حکم کے دو جز ہیں۔

جز اول: أخذالاقل بحصته.

چاہے تو اسی حساب سے لے لے، یعنی نوے کے عوض لے لے۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: الذراع یصیر أصلا بانفراده.

دلیل استثنائی متصل (استثناء رفع تالی، نتیجہ نقیض مقدم)

لانه لو أخذه بکل الثمن لم یکن آخذا لکل ذراع بدرهم.

لکنه لم یبع إلا بشرط أن یکون کل ذراع بدرهم.

نتیجه: لا یاخذه بکل الثمن.

ذراع اگرچہ وصف ہے لیکن ہر گز کے عوض ثمن مقرر کرنے سے اصل بنا، پس ہر گز کے عوض ثمن مقرر کرنے کی وجہ سے ذراع ثوب کی طرح اصل ہوگیا۔اس لیے اس کے مقابلے میں ثمن آئے گا لہذا جس قدر ذراع کم ہوگے اسی قدر ثمن میں بھی کمی آئے گی۔

جز ثانی: أو ترك

کم نکلنے کی صورت میں مشتری چاہے تو بیع چھوڑ دے۔

دليل المسألة:

قاعده: فواة المقصود توجب الخيار للمشترى.

دلیل عقلی استثنائی متصل:

لانه لو لم يتخير للمشترى يتضرر به المشترى.

لكنه لا ضرر ولا ضرار فى الاسلام.

نتيجه: يتخير للمشترى.

مقصود فوت ہونے کی وجہ سے مشتری کی رضامندی میں خلل واقع ہوئی ہے۔اور خلل واقع ہونے کی صورت میں مشتری کو اختیار حاصل ہوتا ہے۔کہ وہ بیع نافذ کرے یا فسخ کرے۔

[٢] أواكثر

تھان سو سے زائد نکل گئے۔

حكم المسألة:

حکم کے دو جز ہیں:

جزاول: وكل الاكثر كل ذراع بدرهم.

اگر مشتری خریدنا چاہے تو سب گز لے گا۔اور ہر گز کے عوض ایک درہم دے گا۔

دليل المسألة:

قاعدہ: الذراع یصیر اصلا بانفرادہ.

دلیل عقلی استثنائی متصل (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم)

لأنہ لو أخذہ بالأقل لم یکن آخذا کل ذراع بدرھم.

لکنہ لم یبع الا بشرط ان یکون کل ذراع بدرھم.

نتیجہ: لا یاخذہ بالأقل.

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لأن المشتری آخذ بالمشروط.

کبری: والأخذ بالمشروط لا یاخذہ الا بہ.

نتیجہ: المشتری لا یاخذہ الا بالمشروط.

ذراع اگرچہ وصف ہے، لیکن ہر گز کے عوض ثمن مقرر کرنے سے اصل بنا۔ پس ہر گز کے عوض ثمن مقرر کرنے کی وجہ سے ذراع ثوب کی طرح اصل ہوگیا۔ اس لیے اس کے مقابلے میں ثمن آئے گا لھذا جس قدر ذراع زیادہ ہوگے اسی قدر ثمن میں بھی زیادتی آئے گی۔

ح ثانی: أو فسخ

اگر مشتری فسخ کرنا چاہے تو فسخ بھی کرسکتا ہے۔

دلیل المسألۃ:

قاعدہ: کل بیع فیہ ضرر للمشتری یتخیر لہ.

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل ثالث)

صغری: لأن فیہ ضررا للمشتری.

کبری: وکل بیع فیہ ضرر للمشتری یتخیر لہ.

نتیجہ: فیہ یتخیر للمشتری.

اصل اور وصف کے درمیان فرق.

[۱] اصل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اسی چیز میں کمی اور زیادتی آتی ہے۔اور وصف ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس میں کمی اور زیادتی نہیں آتی۔ بلکہ اس سے چیز اچھی یا بری بن جاتی ہے۔

[۲] اصل کے عوض میں ثمن آتا ہے۔اور وصف کے مقابلے میں ثمن نہیں آتا۔

[۳] اصل مثلی (مکیلی ،موزونی) میں ہوتا ہے۔اور وصف قیمتی چیزوں میں ہوتا ہے۔

"واعلم ان المسئلة فيما" شارح رحمہ اللہ کی اس عبارت میں ایک وہم کا ازالہ ہے کہ اگر کمی کی صورت میں ساڑھے نو اور زیادتی کی صورت میں ساڑھے دس نکل آئے تو اس کا حکم سابقہ مسئلہ سے جدا ہے۔دونوں کا حکم ایک نہیں۔

بائع مشتری پر سوگز کا تھان بیچ دے
اور ہر گز کا جدا ثمن ذکر نہ کرے۔

کپڑا سوگز سے کم نکل آیا۔

جز اول

حکم المسئلة
اگر خریدنا چاہے تو پورے ثمن کے عوض خریدے۔

دلیل المسئلة
الاوصاف لایقابلها من الثمن.

جز ثانی

حکم المسئلة
مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

دلیل المسئلة
لاضرر ولاضرار فی السلام.

کپڑا سوگز سے زائد نکل آیا

جز اول

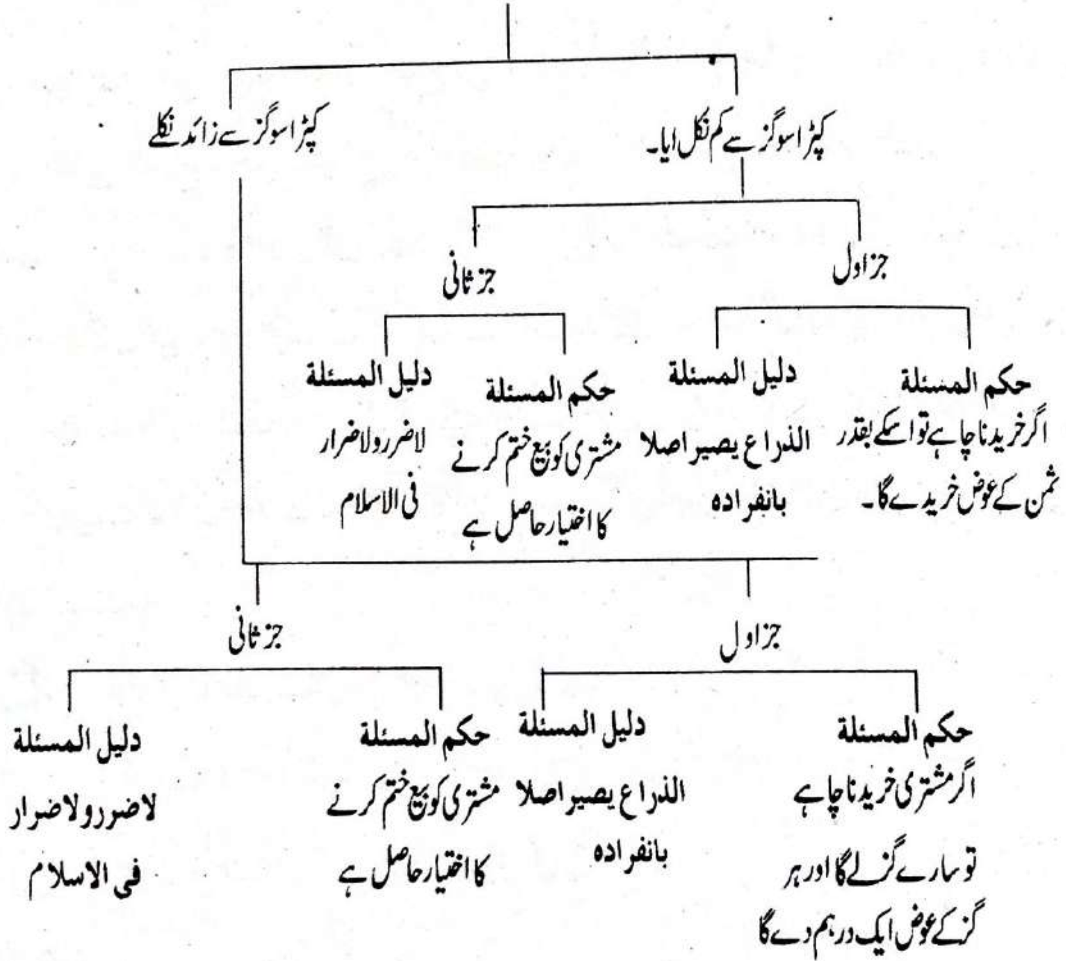
حکم المسئلة
اگر مشتری خریدنا چاہے تو سارے گز لیگا اور ہر گز کے عوض ایک درہم دے گا۔

دلیل المسئلة
الذراع یصیر اصلا بانفراده

جز ثانی

حکم المسئلة
مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

دلیل المسئلة
لاضرر ولاضرار فی الاسلام


بائع مشتری پر سوگز کا تھان بیچ دے
اور ہر گز کا جدا ثمن ذکر کرے۔
کپڑا سوگز سے زائد نکلے
کپڑا سوگز سے کم نکل ایا۔
جز ثانی
جز اول
دلیل المسئلة
لاضرر ولاضرار
فی الاسلام
حکم المسئلة
مشتری کو بیع ختم کرنے
کا اختیار حاصل ہے
دلیل المسئلة
الذراع يصير اصلا
بانفراده
حکم المسئلة
اگر خریدنا چاہے تو اسکے بقدر
ثمن کے عوض خریدے گا۔
جز ثانی
جز اول
دلیل المسئلة
لاضرر ولاضرار
فی الاسلام
حکم المسئلة
مشتری کو بیع ختم کرنے
کا اختیار حاصل ہے
دلیل المسئلة
الذراع يصير اصلا
بانفراده
حکم المسئلة
اگر مشتری خریدنا چاہے
تو سارے گز لے گا اور ہر
گز کے عوض ایک درہم دے گا

گھر کے حصوں اور گزوں میں سے بعض حصوں اور بعض گزوں کی بیع کا بیان

(وصح بیع عشرة اسهم من مائة سهم لا بیع عشرة أذرع من مائة ذراع من دار) هذا عند أبی حنیفة، وقالا: صح فی الوجهین؛لأنه باع عشرا مشاعا من الدار، وله: أن فی الثانی المبیع محل الذراع وهو معین مجهول لا مشاع بخلاف السهم.

ترجمہ: (گھر کے سو حصوں میں سے دس حصوں کی بیع درست ہے۔ سو گزوں میں سے دس گزوں کی بیع درست نہیں) یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے۔ اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں بیع درست ہے، اس لیے کہ وہ گھر کے دس پھیلے ہوئے حصوں کی بیع کر رہا ہے۔ اور امام صاحب رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ گز کی صورت میں مبیع گز کا محل ہے اور وہ معین مجہول ہے مشاع نہیں ہے۔ اس سے سہم کا حکم مخالف ہے۔

تشریح: مذکورہ بالا عبارت میں دو مسئلوں کا بیان ہے۔

[۱] گھر کے سو حصوں من سے دس حصوں کی بیع کرنا۔

[۲] گھر کے سو گزوں میں سے دس گزوں کی بیع کرنا۔

پہلا مسئلہ:

صورة المسألة احادية

صورة المسألة: بائع اپنے مکان یا زمین میں سے دس حصے بیچ دے۔

حکم المسألة: بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں۔ اور وجوہ فساد اور بطلان میں سے کوئی وجہ اس میں موجود نہیں ہے نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے..... لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے.... بیع مطلق (غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ اس میں ایک جانب ثمن اور دوسری جانب (مبیع) غیر ثمن ہے۔.... بیع معجّل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی

ادھار نہیں ہے.... بیع مساومۃ (غیر وضعیہ، غیر مرابحہ، غیر تولیہ) اس لیے کہ قیمت خرید کے لحاظ کیے بغیر بیع ہوئی ہے.... غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألۃ:

قاعدہ: کل جھالۃ لا تفضی إلی المنازعۃ لا تمنع الجواز.

چونکہ عشرۃ کا لفظ جزء شائع کا نام ہے، اسی طرح سہم کا لفظ بھی فرد شائع کا نام ہے۔ خاص جگہ کا نام نہیں ہے۔ پس دس حصوں کا مالک نوے (۹۰) حصوں کے مالک کے ساتھ اپنے حصے کے بقدر پورے مکان میں شریک ہوگا۔ اور اپنے دس حصوں پر نفع اٹھائے گا۔ پس اس صورت میں اگر چہ جہالت پائی گئی لیکن اس کی انتہاء لڑائی پر نہیں ہے، اس لیے کہ جھگڑا اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مکان کی تقسیم ہوتی ہے اور اس صورت میں دسواں حصے کے نفع کا شریک ہے۔

دوسرا مسئلہ: "لا بیع عشرۃ أذرع من مائۃ ذراع من دار"

صورۃ المسألۃ احادیۃ مختلف الحکم مثنی (ذوقولین).

صورۃ المسألۃ: گھر کے سو گزوں میں سے دس گزوں کی بیع کرنا۔

حکم المسألۃ: اس مسئلے میں صاحبینؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب: بیع فاسد (غیر صحیح، غیر باطل، غیر لازم،) وجوہ فساد میں سے احتمال نزاع،

دلیل المسألۃ:

قاعدہ: کل جھالۃ تفضی إلی المنازعۃ تمنع الجواز.

گز ناپنے والے آلہ کا نام ہے۔ اور اس جگہ خاص آلہ مراد نہیں ہے (کیونکہ یہاں آلۃ کی بیع نہیں ہو رہی ہے) بلکہ اس سے مراد مجازا وہ محل ہے جو ناپا جاتا ہے، اور محل ایک معین فرد ہے۔ لیکن معین ہونے کے باوجود مجہول ہے اس لیے کہ یہاں وہ دس گز معلوم نہیں ہے کہ مکان کی کس جانب ہیں، اور مکان کے اطراف مالیت اور جودت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، اس وجہ سے اس جہالت کی انتہاں جھگڑے پر ہوگی۔

صاحبین کا مذہب: صاحبین کے نزدیک یہ بیع درست ہے۔

دلیل المسألة: دلیل عقلی قیاس

صاحبینؒ گزوں کو ماقبل مسئلے (حصوں) پر قیاس کرتے ہیں۔جیسے دس حصوں کی بیع کرنا درست ہے اسی طرح دس گزوں کی بیع بھی درست ہے۔

بیع عشرة اذرع (مقیس) بیع عشرة اسهم (مقیس علیه) عشرة (علت جامعة) یجوز (حکم معدی من الاصل الی الفرع)

راجح قول صاحبینؒ کا ہے۔ بحوالہ القول الراجح: ۲/۴،

مسئلة

- گھر کے سو حصوں میں سے دس حصوں کی بیع کرنا
  - حکم المسئلة: بیع صحیح
  - دلیل المسئلة: كل جهالة لا تفضى الى المنازعة لا تمنع الجواز
- گھر کے سو گزوں میں سے دس گزوں کی بیع کرنا
  - امام ابوحنیفہؒ کا مذہب
    - حکم المسئلة: بیع درست نہیں
    - دلیل المسئلة: كل جهالة تفضى الى المنازعة تمنع الجواز
  - صاحبینؒ کا مذہب
    - حکم المسئلة: بیع درست ہے
    - دلیل المسئلة: قیاس

کپڑوں کی گٹھڑی کا بیان کردہ مقدار سے کم یا زیادہ ہونے کا بیان

(ولا بیع عدل علی أنہ عشرۃ أثواب وھو أقل أو أکثر)لأنہ إذا کان أقل لا یدری ثمن ما لیس بموجودفیکون حصۃ الموجود مجھولۃ،وإن کان أکثر لا یکون المبیع معلوما۔

(ولو بین لکل ثمنا صح فی الأقل بقدرہ وخیر، وفسد فی الأکثر)لأن المبیع مجھول.

ترجمہ: (اور گٹھڑی کی بیع اس شرط پر کرنا کہ اس میں دس کپڑے ہیں اور وہ کم یا زیادہ نکلے تو یہ بیع درست نہیں)اس لیے کہ کم نکلنے کی صورت میں غائب حصے کا ثمن معلوم نہیں ہے۔جس کی وجہ سے موجودہ کپڑے کا ثمن بھی مجھول ہوگیا۔اور اگر کپڑا دس سے زائد نکلا تو مبیع معلوم نہیں ہے۔

(اور اگر مشتری نے ہر ایک کا جدا ثمن بیان کیا ہو تو اسی کے بقدر ثمن میں بیع درست ہوگی اور مشتری کو اختیار حاصل ہوگا۔اور زیادہ نکلنے کی صورت میں بیع فاسد ہوگی)اس لیے کہ مبیع مجھول ہے۔

تشریح: صورۃ المسألۃ ثنائیۃ مختلف الحکم.

عبارت میں مذکور مسئلے کی دو صورتیں ہیں اور ہر ایک کا حکم مختلف ہے۔

پہلی صورت: "ولا بیع عدل علی أنہ عشرۃ اثواب وھو أقل أو أکثر"

بائع مشتری پر کپڑوں کی گٹھڑی اس شرط پر بیچ دے کہ اس میں دس کپڑے ہیں۔اور ہر کپڑے کی الگ الگ قیمت نہ بتائے۔

اس کی دو صورتیں ہیں۔

[۱] وھو اقل

مشتری نے جب کپڑوں کی گٹھڑی کھولی تو بائع کے بیان کردہ تعداد سے کم نکلا۔

حکم المسألۃ: بیع فاسد (غیر صحیح، غیر باطل، غیر لازم) وجوہ فساد میں سے احتمال النزاع،

دلیل المسألة:

قاعدہ: کل جهالة تفضی إلی المنازعة تمنع الجواز.

جب بائع نے ہر ایک کپڑے کا ثمن بیان نہیں کیا تو وہ پورا ثمن تمام کپڑوں پر قیمت کے اعتبار سے تقسیم ہو گا اور یہاں ثمن سب پر تقسیم نہیں ہو سکتا کیونکہ غائب کپڑا معلوم نہیں کہ وہ کس طرح (عمدہ، درمیانہ، کمزور) کا کپڑا ہے۔ جب غائب کی قیمت مجہول ہوئی تو موجود کی قیمت بھی مجہول رہی۔ اب بائع غائب کی کم قیمت اور مشتری زیادہ لگائے گا، جس سے جھگڑا پیدا ہو گا۔

[۲] وهو أكثر

کپڑا دس کی بجائے زیادہ نکل جائے۔

حکم المسألة: بیع فاسد (غیر صحیح، غیر باطل، غیر لازم) وجوہ فساد میں سے احتمال النزاع

دلیل المسألة:

قاعدہ: کل جهالة تفضی إلی المنازعة تمنع الجواز.

اب یہ معلوم نہیں کہ کون سے دس مبیع ہے بائع ایک کا اور مشتری دوسرے کا مطالبہ کرے گا، جس کی وجہ سے نزاع پیدا ہو گا۔

دوسری صورت: "ولو بين لكل ثمناصح فی الاقل بقدره وخير وفسد فی الاكثر۔"

بائع مشتری پر کپڑوں کی گٹھڑی مشتری پر اس شرط پر بیچ دے کہ اس میں دس کپڑے ہیں۔ اور ہر کپڑا کی الگ الگ قیمت بتائے۔

اس کی دو صورتیں ہیں۔

[۱] وهو اقل

مشتری نے جب کپڑوں کی گٹھڑی کو کھولا تو وہ کم نکلا۔

حکم المسألة: حکم کے دو جز ہیں۔

جز اول: صح فی الاقل.

اس صورت میں بیع موجود کپڑوں کے بقدر ثمن میں درست ہے۔

دلیل المسالة:

قاعدہ: کل عقد فیه الثمن والمبیع معلوم فهو جائز۔

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان الثمن والمبیع فی هذاالبیع معلوم.

کبری: وکل ماهذا شانه یصح .

نتیجه: فهذا البیع یصح.

جب ہر کپڑے کا ثمن بیان کیا گیا ہے۔تو موجود کپڑے کا ثمن بھی معلوم ہوا۔اور جب مبیع اور ثمن معلوم ہوں تو بیع جائز ہوتی ہے۔

جز ثانی: وخیر

حکم کا دوسرا جز یہ ہے کہ مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

دلیل المسالة:

قاعدہ: تفریق الصفقة قبل التمام یوجب الخیار للمشتری.

دلیل اقترانی حملی (شکل ثالث)

صغری: لأن فی الأقل تفریق الصفقة قبل التمام.

کبری: وکل عقدصفته هکذا یثبت فیه الخیار للمشتری.

نتیجه: یثبت الخیار فی الأقل للمشتری.

دلیل عقلی استثنائی متصل (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم)

لو لم یتخیر للمشتری یتضرر به المشتری.

لکنه لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام.

نتیجه: یتخیر للمشتری.

مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار اس لیے ہے کہ اگر مشتری کو اختیار نہ ملے تو اس میں مشتری کا ضرر ہے۔

[۲] أو أكثر

اگر کپڑا زیادہ نکل آئے۔

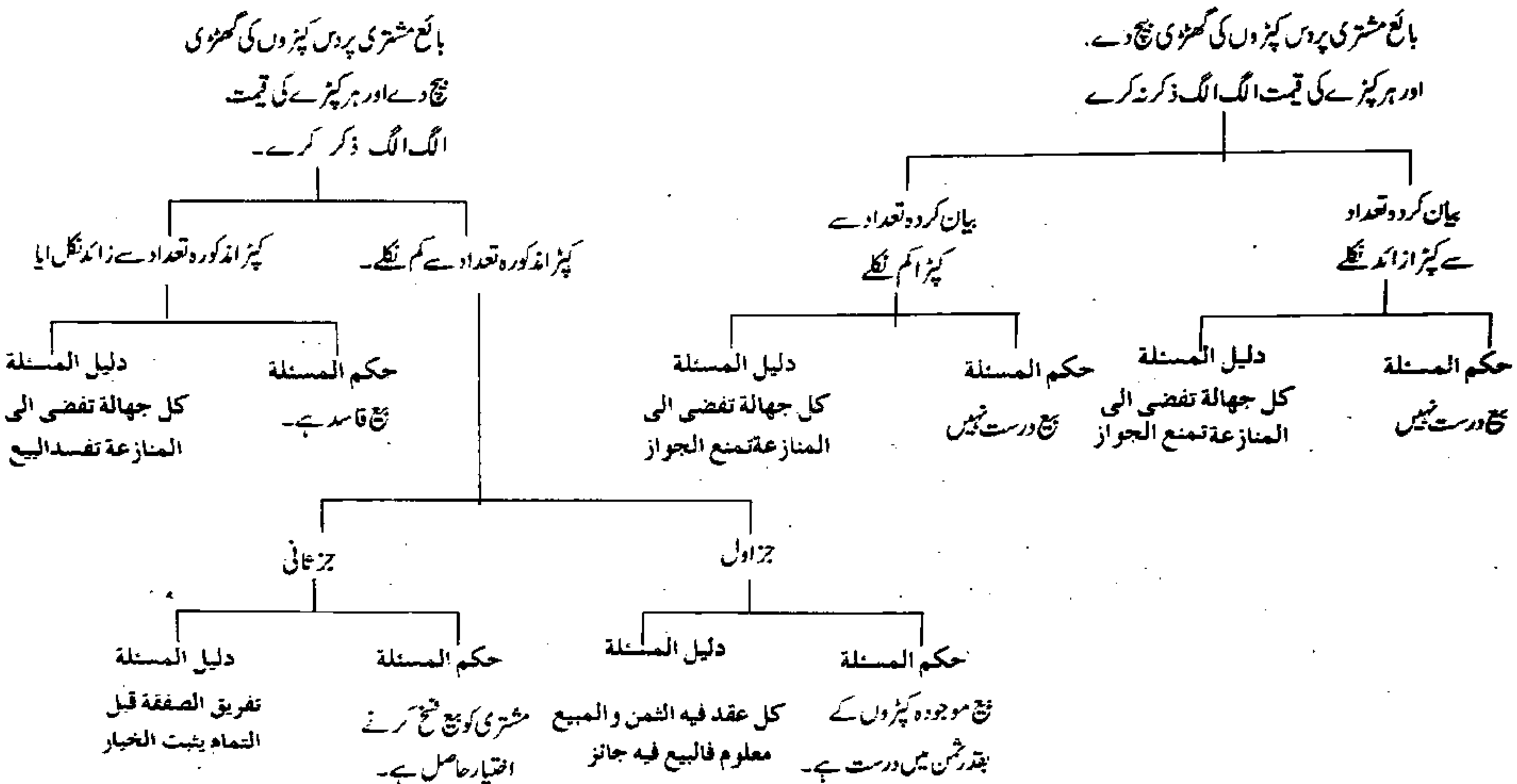
حکم المسألة: فسد في الاکثر

اس صورت میں بیع فاسد ہوگی۔

دليل المسألة:

قاعده: كل جهالة تفضى إلى المنازعة تمنع الجواز.

اب یہ معلوم نہیں کہ کون سا مبیع ہے، بائع ایک کا اور مشتری دوسرے کا مطالبہ کرے گا، جس کی وجہ سے نزاع پیدا ہوگا، اس وجہ سے یہ بیع درست نہیں ہے۔


مسئلہ
بائع مشتری پر دس کپڑوں کی گٹھڑی بیچ دے۔
اور ہر کپڑے کی قیمت الگ الگ ذکر نہ کرے
بیان کردہ تعداد
سے کپڑا زائد نکلے
حکم المسئلة
بیع درست نہیں
دلیل المسئلة
كل جهالة تفضی الی
المنازعة تمنع الجواز
بیان کردہ تعداد سے
کپڑا کم نکلے
حکم المسئلة
بیع درست نہیں
دلیل المسئلة
كل جهالة تفضی الی
المنازعة تمنع الجواز
بائع مشتری پر دس کپڑوں کی گٹھڑی
بیچ دے اور ہر کپڑے کی قیمت
الگ الگ ذکر کرے۔
کپڑا مذکورہ تعداد سے کم نکلے۔
کپڑا مذکورہ تعداد سے زائد نکل آیا
حکم المسئلة
بیع فاسد ہے۔
دلیل المسئلة
كل جهالة تفضی الی
المنازعة تفسد البیع
جز اول
حکم المسئلة
بیع موجودہ کپڑوں کے
بقدر ثمن میں درست ہے۔
دلیل المسئلة
كل عقد فيه الثمن والمبيع
معلوم فالبيع فيه جائز
جز ثانی
حکم المسئلة
مشتری کو بیع فسخ کرنے
اختیار حاصل ہے۔
دلیل المسئلة
تفريق الصفقة قبل
التمام يثبت الخيار

کپڑے کا بیان کردہ مقدار سے ڈیڑھ گز کم یا ڈیڑھ گز زیادہ ہونے کا بیان

(وفی بیع ثوب علی أنه عشرة اذرع كل ذراع بدرهم أخذ بعشرة فی عشرة ونصف بلاخيار، وبتسعة فی تسعة ونصف إن شاء، وقال ابو يوسف : أخذ بأحد عشر فی الأوّل، وبعشرة فی الثانی، وقال محمد : إن شاء أخذ بعشرة ونصف فی الاول وبتسعة ونصف فی الثانی) لإن من ضرورة مقابلة الذراع بالدرهم مقابلة نصفه بنصفه.

ولأبی يوسف: أنه لما أفرد كل ذراع بدرهم نزل كل ذراع بمنزلة ثوب وقد انتقص.

ولأبی حنيفة: أن الذراع وصف وإنما أخذ حكم المقدار بالشرط وهو مقيد بالذراع ففی الأقل عاد الحكم إلی الأصل.

ترجمہ: (اور کپڑے بیچنے کی صورت میں اس شرط کے ساتھ کہ دس گز ہے اور ہر گز ایک درہم کے عوض میں ہے۔ اگر ساڑھے دس گز نکلے تو مشتری دس درہم کے عوض لے گا۔ اور مشتری کو کوئی اختیار نہیں ہوگا اور ساڑھے نو گز کی صورت میں اگر چاہے تو نو درہم کے عوض لے لے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی صورت میں گیارہ کے عوض لے لے۔ اور دوسری صورت میں دس کے عوض لے لے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہے تو پہلی صورت میں ساڑھے دس کے عوض لے لے۔ اور دوسری صورت میں ساڑے نو کے عوض لے لے)

(امام محمد رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ) جب بائع نے ہر ایک گز کو درہم کے مقابلے میں ذکر کیا ہے تو نصف گز کپڑا نصف درہم کے مقابل ہوگا۔ امام یوسف رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ جب بائع نے ہر گز کا علیحدہ ثمن بیان کر دیا تو ہر گز مستقل کپڑے کی طرح ہو گیا۔ اور نصف گز کم نکلنے کی صورت میں کپڑے کے گز میں کمی واقع ہوئی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ذراع کپڑے میں ایک وصف ہے۔ اور وصف مقدار کا حکم اس وقت لیتا ہے جب اس میں شرط پائی جائے۔ اور وہ شرط یہ ہے کہ وہ وصف مکمل ذراع کے ساتھ

مقید ہو، اور ذراع سے کم ہونے کی صورت میں حکم اصل کی طرف لوٹ آئے گا۔

تشریح: صورة المسألة ثنائية مختلف الحكم مثلثة الأقوال (ذو أقوال ثلثة)

مذکورہ مسئلے کی دو صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم جدا ہے۔

[۱] بائع مشتری پر دس گز کپڑا بیچ دیا اور کپڑا ساڑے دس گز نکل آئے۔

[۲] بائع مشتری پر دس گز کپڑا بیچ دے۔ اور کپڑا ساڑے نو گز نکل آئے۔

پہلی صورت:

بائع ایک کپڑا اس شرط پر بیچ دے کہ یہ دس گز ہے۔ اور ہر گز ایک درہم کے عوض میں ہے۔ مشتری نے جب کپڑا ناپا تو وہ دس کے بجائے ساڑے دس گز نکلا۔

حکم المسألة: اس مسئلے کے حکم میں احناف ؒ کے تین قول ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب: امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ صورت میں مشتری بلا اختیار کپڑا دس درہم کے عوض میں لے گا، اور آدھا گز مفت ہوگا۔

دليل المسألة:

قاعدہ: الأوصاف لا يقابلها من الثمن.

امام صاحبؒ کی دلیل یہ ہے کہ گز دراصل ایک وصف ہے۔ اور وصف مقدار کا حکم اس شرط کے ساتھ لیتا ہے کہ وہ وصف مکمل ذراع کے ساتھ مقید ہو۔ مذکورہ صورت میں ذراع مکمل نہیں ہے بلکہ نصف ہے، لہذا وصف ہی رہے گا، اور وصف کے مقابلے میں کوئی قیمت نہیں ہوتی۔

امام ابو یوسفؒ کا مذہب: امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مشتری گیارہ درہم کے عوض لے گا۔ اور مشتری کو لینے اور نہ لینے کا اختیار حاصل ہے۔

دليل المسألة:

قاعدہ: الأوصاف لا يقابلها من الثمن

جب بائع نے ہر گز کا علیحدہ ثمن بیان کر دیا تو ہر گز مستقل کپڑے کی طرح ہو گیا اور نصف گز

نکلنے کی صورت میں کپڑے کے گز میں کمی واقع ہوئی ہے اس کمی کی وجہ سے قیمت میں کمی واقع نہیں ہوگی، کیونکہ یہ وصف کی کمی ہے اور وصف کی کمی سے قیمت کم نہیں ہوتی۔

امام محمدؒ کا مذہب:

جزاول: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ پہلی مذکورہ صورت میں مشتری ساڑھے دس درہم کے عوض کپڑا لے گا۔

جز ثانی: مشتری کو لینے اور نہ لینے کا اختیار حاصل ہے۔

جزاول کی دلیل:

قاعدہ: کل عقد فیه مقابلة الذراع بدرهم ففیه مقابلة نصفه بنصفه

دلیل عقلی اقترانی حملی: (شکل ثالث)

صغری: لان فی هذا العقد مقابلة الذراع بدرهم۔

کبری: وکل بیع صفته هکذا ففیه مقابلة نصفه بنصفه۔

نتیجه: فیه مقابلة نصفه بنصفه۔

دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جب بائع نے ہر گز کی قیمت علیحدہ بیان کردی تو لازمی طور پر آدھے گز کے مقابلے میں آدھا درہم ہوگا۔لھذا مشتری ساڑھے دس درہم کے عوض میں کپڑا لے گا۔

جز ثانی کی دلیل:

قاعدہ: **کل عقد فیه ضرر للمشتری یتخیر له**

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل ثالث)

صغری: لأن فی هذاالعقد ضرر اللمشتری.

کبری: وکل بیع فیه ضرر للمشتری یتخیر له.

نتیجه: فی هذا العقد یتخیر للمشتری.

قیاس استثنائی متصل (استثناء رفع تالی، نتیجہ نقیض مقدم)

لو لم یتخیر للمشتری یتضرر له

لكنه فى الاسلام مدفوع

نتیجہ: يتخير للمشترى
مذکورہ صورت میں مشتری پر نصف درہم کی قیمت زائد ہوگئی، اس لیے اس کو اختیار ہے تاکہ اس کا نقصان نہ ہو۔

دوسری صورت: ناپنے کے بعد دس کے بجائے ساڑھے نوگز کپڑا نکلا۔

حکم المسألۃ: اس صورت میں بھی ماقبل صورت کی طرح احناف کا اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب:

جز اول: مشتری ساڑھے نوگز کپڑا نو درہم کے عوض لے گا۔

جز ثانی: مشتری کو لینے اور نہ لینے کا اختیار حاصل ہے۔

دلیل المسئلۃ:

جز اول کی دلیل: الاوصاف لا يقابلها من الثمن

گز دراصل ایک وصف ہے لیکن شرط کی وجہ سے مقدار کا حکم حاصل کرتا ہے۔ وہ شرط یہ ہے کہ ایک مکمل گز ایک درہم کے مقابلے میں ہو، جبکہ مذکورہ صورت میں یہ شرط مفقود ہے۔ اس لیے گز اپنی اصل کی طرف لوٹ آئے گا یعنی وصف بن جائے گا اور وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی۔ لھذا مشتری ساڑھے نوگز کپڑا نو درہم کے عوض لے گا۔

جز ثانی کی دلیل:

قاعدہ: فواة الوصف توجب الخيار للمشترى۔

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل ثالث)

صغری: لان فى هذاالعقد تفويت الوصف المرغوب.

کبری: وكل بيع صفته هكذا يثبت الخيار فيه للمشترى۔

نتیجہ: يثبت الخيار فى هذا العقد للمشترى۔

اختیار اس لیے حاصل ہے کہ وصف مرغوب فوت ہوگیا ہے۔

امام ابو یوسفؒ کا مذہب:

جزاول: مذکورہ صورت میں مشتری ساڑھے نوگز کپڑا دس درہم کے عوض لے گا۔

جزثانی: مشتری کو لینے اور نہ لینے کا اختیار حاصل ہے۔

دلیل المسألة: جزاول کی دلیل

قاعدہ: الاوصاف لا یقابلها من الثمن۔

جب بائع نے ہر گز کا علیحدہ ثمن بیان کر دیا تو ہر گز مستقل کپڑے کی طرح ہوگیا۔ اور نصف گز نکلنے کی صورت مین کپڑے کے گز میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اس کمی کی وجہ سے قیمت میں کمی واقع نہیں ہو گی، کیونکہ یہ وصف کی کمی ہے اور وصف کی کمی سے قیمت کم نہیں ہوتی۔

جزثانی کی دلیل: قاعدہ: فواة الوصف تثبت الخيار للمشترى

امام محمدؒ کا مذہب:

حکم المسألة:

جزاول: امام محمدؒ کے نزدیک مشتری مذکورہ صورت میں کپڑا ساڑھے دس درہم کے عوض لے گا۔

جزثانی: اور اس کو لینے کا اختیار ہوگا۔

دلیل المسئلة: جزاول کی دلیل

دلیل عقلی اقترانی حملی:

صغری: لأن فيه مقابلة الذراع بدرهم.

کبری: وكل بيع صفته هكذايكون فيه مقابلة نصفه بنصفه.

نتیجہ: فيه مقابلة نصفه بنصفه.

دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جب بائع نے ہر گز کی قیمت علیحدہ بیان کر دی تو لازمی طور پر آدھے گز کے مقابلے میں آدھا درہم ہوگا، لهذا مشتری ساڑھے نوگز کپڑا ساڑھے نو درہم کے عوض لے گا۔

جز ثانی کی دلیل:

قاعدہ: كل عقد فيه ضرر للمشتری يتخير له.

دلیل عقلی اقترانی حملی:

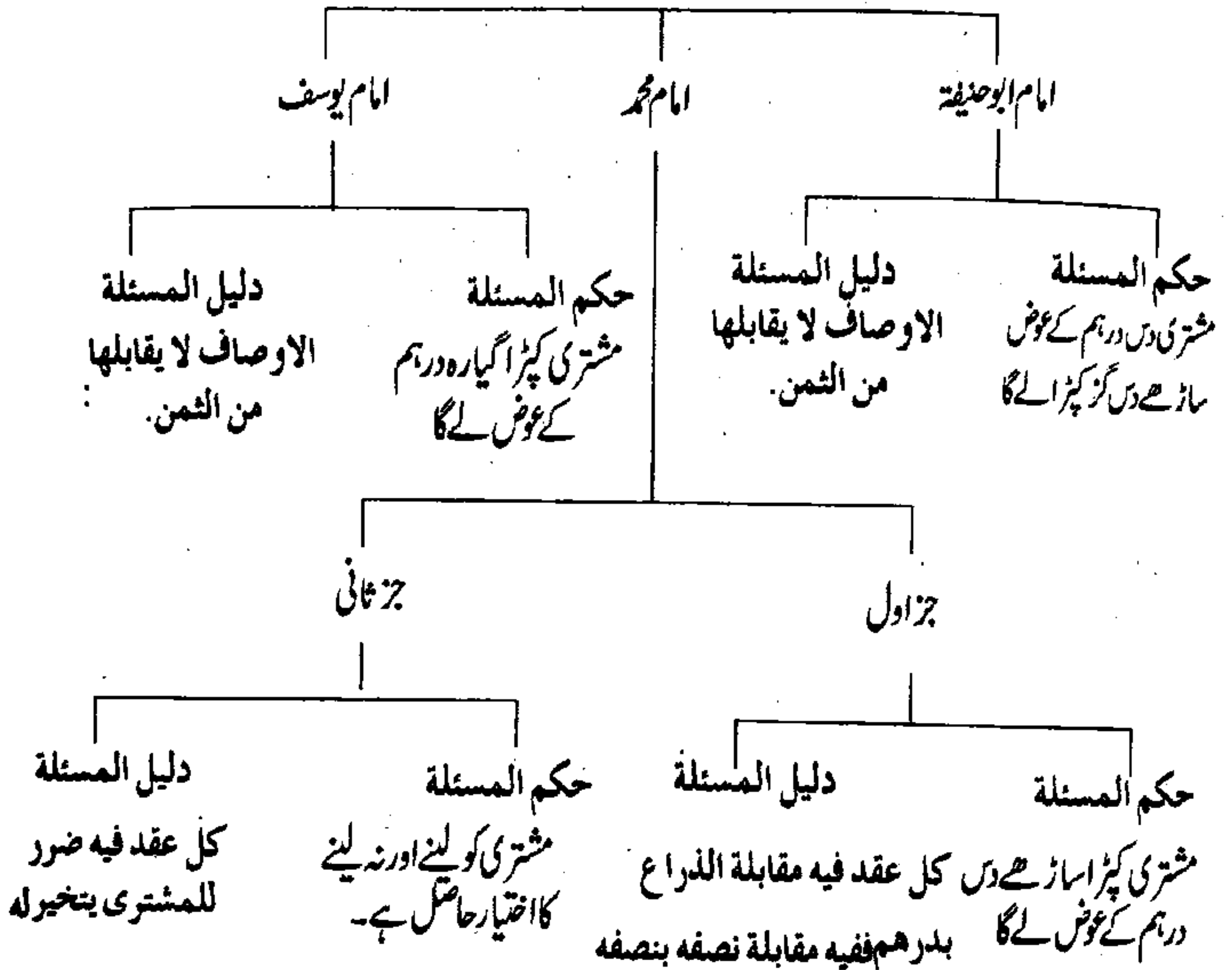
صغری: لان فيه ضرر اللمشتری.

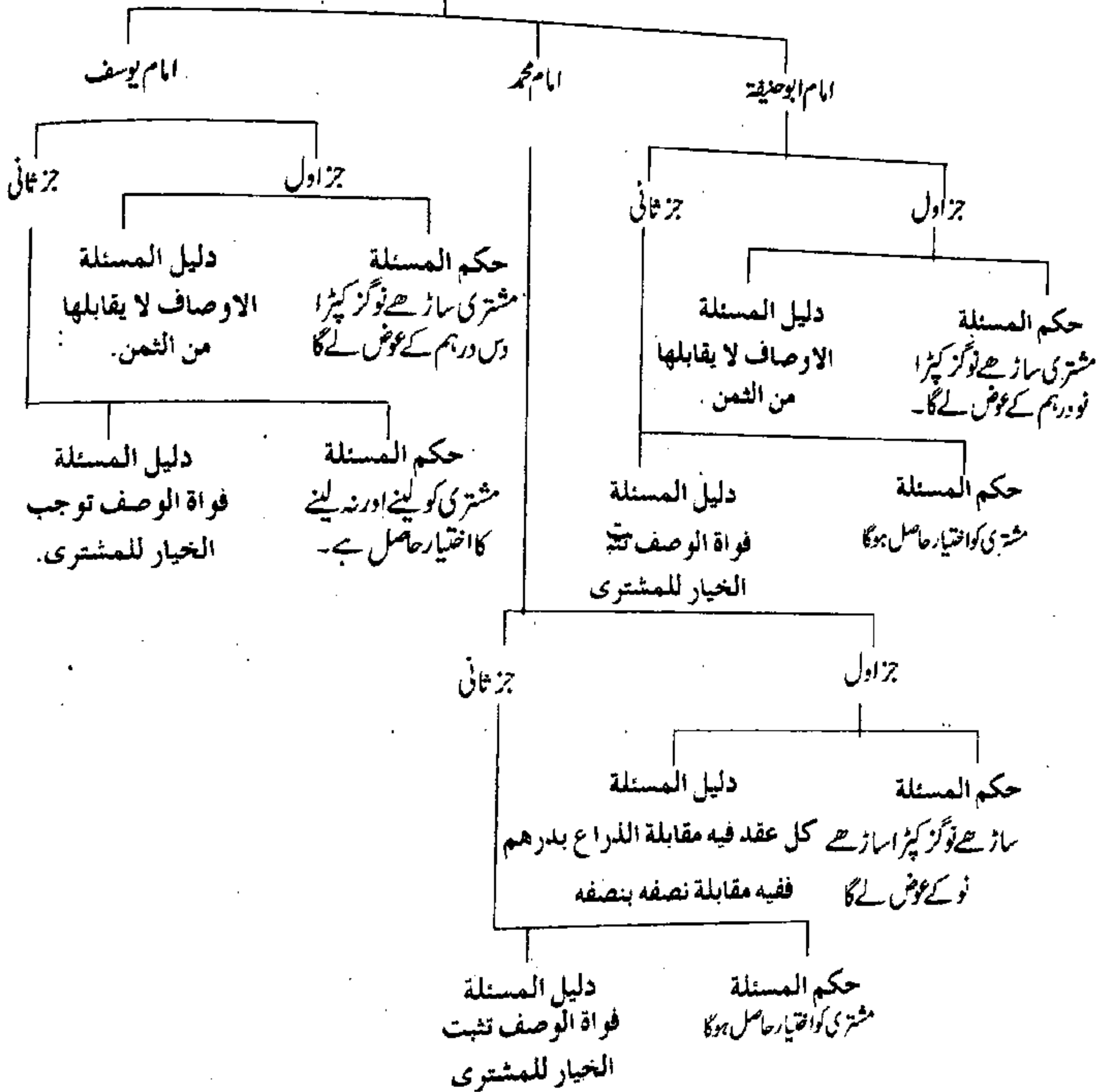
کبری: وكل بيع فيه ضرر للمشتری يتخير له.

نتیجہ: يتخير فيه للمشتری.

راجح قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہے۔ بحوالہ القول الراجح: ۲/۷،

بائع کپڑا اس شرط پر بیچ دے کہ دس گز ہے
اور ہر گز ایک درہم کے عوض ہے کپڑا دس
گز کی بجائے ساڑھے دس گز نکل آئے




کپڑا دس گز کی بجائے ساڑھے نوگز نکل آئے
امام ابوحنیفہ
امام محمد
امام یوسف
جز اول
جز ثانی
حکم المسئلة
مشتری ساڑھے نوگز کپڑا نو درہم کے عوض لے گا۔
دلیل المسئلة
الاوصاف لا يقابلها من الثمن
حکم المسئلة
مشتری کو اختیار حاصل ہوگا
دلیل المسئلة
فواة الوصف تثبت الخيار للمشتری
جز اول
جز ثانی
حکم المسئلة
مشتری ساڑھے نوگز کپڑا دس درہم کے عوض لے گا
دلیل المسئلة
الاوصاف لا يقابلها من الثمن.
حکم المسئلة
مشتری کو لینے اور نہ لینے کا اختیار حاصل ہے۔
دلیل المسئلة
فواة الوصف توجب الخيار للمشتری.
جز اول
جز ثانی
حکم المسئلة
ساڑھے نوگز کپڑا ساڑھے نو کے عوض لے گا
دلیل المسئلة
كل عقد فيه مقابلة الذراع بدرهم ففيه مقابلة نصفه بنصفه
حکم المسئلة
مشتری کو اختیار حاصل ہوگا
دلیل المسئلة
فواة الوصف تثبت الخيار للمشتری

گندم کا بالیوں اور لوبیا کا اس کی پھلیوں میں بیع کا حکم

(وصح بيع البر في سنبله والباقلى والازر والسمسم في قشرها) بيع البر في سنبله يجوز عندنا، وعن الشافعي قولانوبيع الباقلاء الأخضر لا يجوز عنده

ترجمہ: (خوشے کے اندر رہتے ہوئے گندم کی بیع کرنا درست ہے۔اسی طرح لوبیا اور چاول اور تل کی بیع ان کے چھلکوں اور پھلیوں میں درست ہے) ہمارے نزدیک گندم کی بیع خوشے کے اندر درست ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں دو اقوال ہیں، لوبیا کی پھلی جب سبز ہو تو اس کی بیع امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں ہے۔

تشریح: مذکورہ عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے۔

[۱] خوشے کے اندر رہتے ہوئے گندم کی بیع کرنا۔

[۲] لوبیا کی بیع اس کے پھلی میں کرنا۔

[۳] چاول کی بیع اس کے چھلکے میں کرنا۔

[۴] تل کی بیع اس کے چھلکے میں کرنا۔

پہلا مسئلہ:

صورة المسئلة ثنائية مختلف الحكم مثنى الاقوال.

اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں۔اور ہر صورت کا حکم مختلف ہے۔

[۱] بائع گندم کو بالیوں میں بیچ دیا اور یہ بیع بخنسہ نہ ہو۔

[۲] بائع گندم کو بالیوں میں بیچ دیا اور یہ بیع بخنسہ ہو۔

پہلی صورت:

بائع گندم کو بالیوں میں بیچ دے۔اور یہ بیع بخنسہ نہ ہو۔

حكم المسالة: اس مسئلہ میں احناف اور امام شافعی رحمہم اللہ کا اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ کا مذہب: امام شافعیؒ کا اس بارے میں دو اقوال منقول ہیں، ایک جواز کا اور دوسرا عدم جواز کا۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: کل ما هو مستور بما لا منفعة فيه فالبيع فيه غير صحيح

دلیل عقلی اقترانی حملی:

صغری: لان المعقود عليه في هذا العقد مستور بما لا منفعة فيه.

کبری: وكل عقد صفته هكذافهولا يصح.

نتیجہ: فهذا العقدلا يصح

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (عدم جواز والی صورت میں) مبیع چھلکے میں پوشیدہ ہے۔اور چھلکا ایک بے فائدہ چیز ہے جس میں مشتری کے لیے کوئی فائدہ نہیں ہے،اور اس طرح کی بیع درست نہیں ہے۔اس لیے کہ اس صورت میں یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ چھلکوں کے اندر کچھ بھی ہے یا بالکل خالی ہے۔

احنافؒ کا مذہب: احنافؒ کے نزدیک گندم کو بالیوں میں بیچنا درست ہے۔

دلیل المسألة: دلیل نقلی از حدیث قولی

" نهى رسول اللهﷺعن بيع النخل حتى يزهى وعن بيع السنبل حتى يبيض "

یعنی کھجور کے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں سے منع فرمایا یہاں تک کہ ان میں رنگ پڑ جائے (یعنی رنگ دار ہو جائے۔اور پک جائیں) اور گندم کے بالیوں کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سفید ہو جائیں۔اور آفت سے محفوظ ہو جائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گندم کی بالیاں جب پک جائے تو اس کے بعد بیچنا جائز ہے۔

قاعدہ: يجوز بيع كل شيء ينتفع به .

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان البر فی سنبله حب منتفع به.

کبری: وکل ما هو صفته هکذا فبیعه جائز.

نتیجه: فبیع البر فی سنبله جائز.

دوسری صورت: بائع گندم کو بالیوں میں بیچ دے اور یہ بیع بجنسہ ہو۔

حکم المسئلة: بیع فاسد (غیر صحیح غیر باطل) وجوہ فساد میں سے احتمال ربا ہے۔

دلیل المسئله:

قاعدہ: کل عقد فیه احتمال الربافهو فاسد.

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل ثالث)

صغری: لان فی هذا العقد احتمال الربا.

کبری: وکلما هذا شانه فهو فاسد.

نتیجه: فهذا العقد فاسد.

دوسرا مسئلہ: لوبیا کی بیع اس کے پھلی میں کرنا۔

حکم المسألة: اس میں احناف اور امام شافعی رحمہم اللہ کا اختلاف ہے۔

امام شافعی کا مذہب: سبز لوبیا کی بیع درست نہیں ہے۔

دلیل المسألة:

قاعدة: کل ما هو مستور بما لا منفعة فیه فالبیع فیه غیر صحیح.

دلیل عقلی اقترانی حملی:

صغری: لان المعقود علیه فی هذا العقد مستور بما لا منفعة فیه.

کبری: وکل عقد صفته هکذافهولا یصح.

نتیجه: فهذا العقد لا یصح.

احناف کا مذہب: لوبیا کی بیع چھلکوں میں درست ہے۔

قاعدہ: یجوز بیع کل شیء ینتفع به.

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل اول)

صغریٰ: **لان الباقلی فی قشرها حب منتفع به.**

کبریٰ: **و کل ما هذا شانه فبیعه جائز.**

نتیجہ: **فبیع الباقلی فی قشرها جائز.**

نوٹ: چاول اور تل کا بھی وہی حکم ہے جو گندم اور لوبیا کا ہے۔

مسئلہ

- بائع گندم کو بالیوں میں بیچ دے اور یہ بیع بجنسہ ہو
  - حکم المسئلة: بیع جائز نہیں
  - دلیل المسئلة: كل عقد فيه احتمال الربا فهو فاسد
- بائع گندم کو بالیوں میں بیچ دے اور یہ بیع بجنسہ نہ ہو
  - امام شافعی
    - حکم المسئلة: بیع جائز نہیں
    - دلیل المسئلة: كل ما هو مستور بما لا منفعة فيه فالبيع فيه غير صحيح
  - احناف
    - حکم المسئلة: بیع صحیح
    - دلیل المسئلة: دلیل نقلی از حدیث قولی

اخروٹ بادام اور پستہ کا پہلے چھلکے میں بیع کا حکم

(والجوزوللوز والفستق فی قشرها الاول) انما قال: فی قشرها الاول ؛لان فیه خلاف الشافعی رحمه الله۔اما فی قشرها الثانی فیجوز اتفاقا۔

ترجمہ: (اخروٹ بادام اور پستہ کی بیع قشر اول (اوپر کے چھلکے میں) درست ہے) قشر اول کی قید اس لیے لگائی کہ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کا اختلاف ہے۔اور قشر ثانی (اندرونی چھلکے) میں بالاتفاق جائز ہے۔

تشریح: مذکورہ عبارت میں تین مسائل کا ذکر ہے۔

[۱] اخروٹ کی بیع قشر اول یعنی اوپر والے چھلکے میں کرنا۔

[۲] بادام کی بیع قشر اول میں کرنا۔

[۳] پستہ کی بیع قشر اول میں کرنا۔

پہلا مسئلہ: **صورة المسألة ثنائية مختلف الحكم مثنى الاقوال.**

اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم جدا جدا ہے۔

پہلی صورت: اخروٹ کی قشر اول (اوپر کے چھلکے میں) میں بیع کرنا۔

حكم المسألة: اس میں بھی سابقہ مسئلہ کی طرح احناف اور امام شافعی رحمہم اللہ کا اختلاف ہے۔

امام شافعی کا مذہب: مذکورہ بیع درست نہیں۔

دليل المسألة:

قاعدہ: كل ما هو مستور بما لا منفعة فيه فالبيع فيه غير صحيح.

دلیل اقترانی حملی:

صغری: **لان المعقود عليه فی هذا العقد مستور بما لا منفعة فيه.**

کبری: **و كل عقد صفته هكذا فهو لا يصح.**

نتیجہ: **فهذا العقد لا يصح.**

احناف کا مذہب: مذکورہ چیزوں کی بیع پہلے چھلکے میں درست ہے۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: یجوز بیع کل شیء ینتفع به.

دلیل عقلی اقترانی حملی:

صغری: لان الجوز واللوز والفستق فی قشره الاول حب منتفع به

کبری: وکلما هذا شانه فبیعه جائز.

نتیجه: فبیع الجوز واللوز والفستق فی قشرها الاول جائز.

دوسری صورت: پستہ، بادام اور اخروٹ کی بیع دوسرے چھلکے میں کرنا۔

حکم المسألة: دوسرے چھلکے میں سب کے نزدیک بیع جائز ہے۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: یجوز بیع کل شی ینتفع به۔

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان الجوز واللوز والفستق فی قشره الثانی حب منتفع به

کبری: وکل شیء صفته هکذا فبیعه جائز

نتیجه: بیع الجوز واللوز والفستق فی قشره الثانی جائز

نوٹ: بادام اور پستہ کا بھی یہی حکم ہے جو اخروٹ کا ہے۔

مسئلہ

- اخروٹ کی قشرِ اول میں بیع کرنا
  - امام شافعی
    - جکم المسئلة: بیع درست نہیں
    - دليل المسئلة: كل ما هو مستور بما لا منفعة فيه فالبيع فيه غير صحيح
  - احناف
    - حكم المسئلة: بیع درست ہے
    - دليل المسئلة: يجوز بيع كل شيء ينتفع به
- اخروٹ کی بیع دوسرے چھلکے میں کرنا کرنا
  - حكم المسئلة: بیع جائز ہے
  - دليل المسئلة: يجوز بيع كل شيء ينتفع به

پھلوں کا صلاح سے پہلے اور صلاح کے بعد بیع کرنے کا بیان

(وبیع ثمرة لم یبد صلاحھااو قد بدء، ویجب قطعھا)

ترجمہ: (اور پھل کی بیع درست ہے۔اس کی صلاح ظاہر نہ ہوئی ہو۔یا صلاح ظاہر ہوگئی ہو۔اور بیع ہوجانے کے بعد اس پھل کو درخت سے توڑنا واجب ہے)

صورۃ المسئلة ثنائية مختلف الحکم مثنی (ذوقولین)

اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں۔

[۱] پھلوں کا کارآمد ہونے کے بعد بیچنا۔

[۲] پھلوں کا کارآمد ہونے سے پہلے بیچنا۔

پہلی صورت: پھلوں کا کارآمد ہونے کے بعد بیچنا۔

حکم المسألة: بیع صحیح (غیر باطل غیر فاسد) اس لیے کہ شرائط صحت اس میں موجود ہیں۔اور وجوہ فساد اور بطلان میں سے کوئی وجہ اس میں موجود نہیں ہے نافذ (غیر موقوف) اس لیے کہ اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہے.....لازم اس لیے کہ فریقین میں سے کسی کو کسی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں ہے.....بیع مطلق (غیر صرف، غیر سلم، غیر مقایضہ) اس لیے کہ اس میں ایک جانب ثمن اور دوسری جانب (مبیع) غیر ثمن ہے۔....بیع معجل (غیر موجل، غیر سلم) اس لیے کہ ثمن اور مبیع میں سے کوئی بھی ادھار نہیں ہے....بیع مساومۃ (غیر وضعیہ، غیر مرابحہ، غیر تولیہ) اس لیے کہ قیمت خرید کے لحاظ کئے بغیر بیع ہوئی ہے.....غیر مکروہ اس لیے کہ خارجی ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے بیع ناپسندیدہ ہو۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: کل ماھو مال متقوم فالبیع فیه صحیح.

دلیل عقلی اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان الثمر بعد بدؤ صلاحه مال متقوم.

کبری: واذا کان کذالك فبیعه جائز.

نتیجه: فبیع الثمر بعد بدؤ صلاحه جائز.

دوسری صورت: پھلوں کا کارآمد ہونے سے پہلے بیچنا۔

حکم المسألة: اس مسئلے میں احناف اور امام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ کا مذہب: امام شافعیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا بیچنا درست نہیں ہے۔

دلیل المسألة: دلیل نقلی از حدیث قولی استدلال بعبارۃ النص.

"نهی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحها"

رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کے بیچنے سے اس کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے منع فرمایا۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب: امام صاحبؒ کے نزدیک ان کی بیع درست اور جائز ہے۔

دلیل المسألة: دلیل نقلی از حدیث قولی

" من باع نخلا موبرة فثمرته للبائع الا ان یشترط المبتاع "

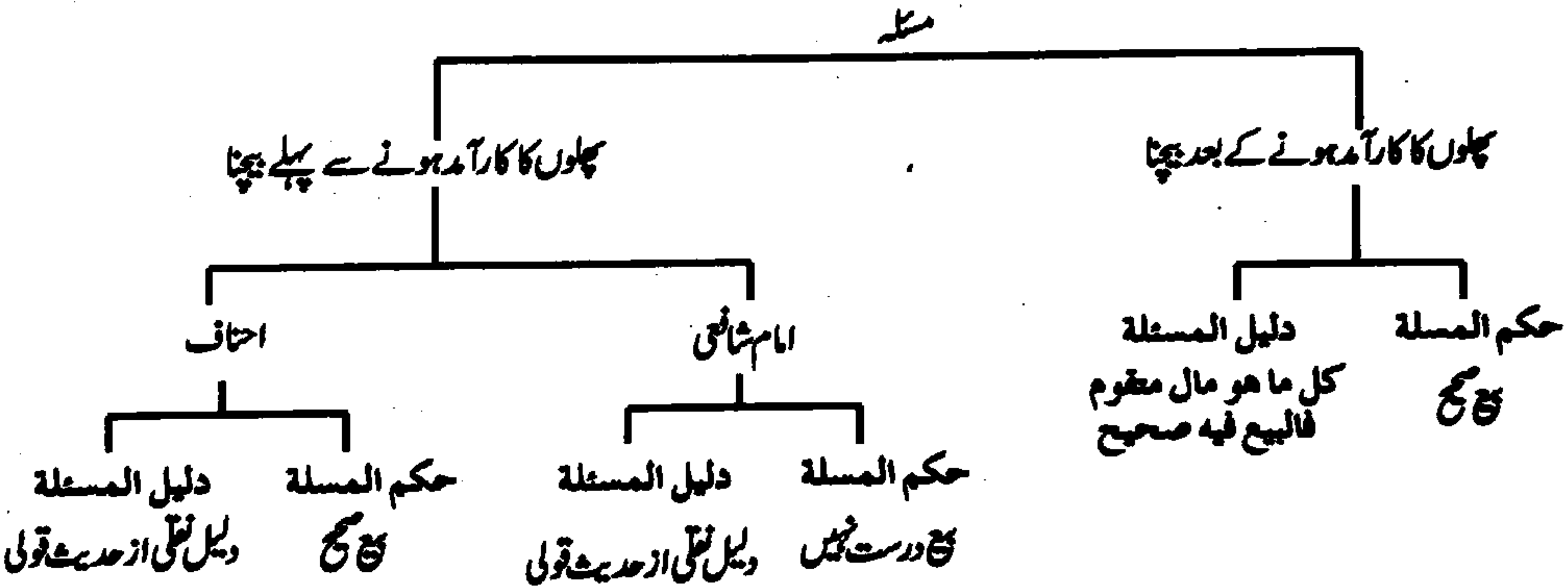
استدلال بصورت اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: هذا الحدیث مطلق

کبری: وکل مطلق یجری علی اطلاقه

نتیجه: هذالحدیث یجری علی اطلاقه

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مشتری کے لیے پھل کی شرط لگائی گئی تو پھل مشتری کا ہوگا اور اس میں صلاحیت اور کارآمد ہونے کا ذکر نہیں ہے، جس سے پھلوں کے بیچنے کا علی الاطلاق جواز معلوم ہوتا ہے۔ اور جو حدیث امام شافعیؒ نے ذکر کی ہے وہ اپنے ظاہر پر باقی نہیں ہے بلکہ اس کا مصداق اور محل اور ہے وہ یہ ہے کہ مشتری کچا پھل اس شرط پر خرید لے کہ پکنے کے بعد توڑوں گا تو اس حدیث میں اس سے ممانعت آئی ہے۔


مسئلہ
پھلوں کا کارآمد ہونے کے بعد بیچنا
حکم المسلة
بیع صحیح
دلیل المسئلة
کل ما هو مال متقوم فالبیع فیه صحیح
پھلوں کا کارآمد ہونے سے پہلے بیچنا
امام شافعی
حکم المسلة
بیع درست نہیں
دلیل المسئلة
دلیل نقلی از حدیث قولی
احناف
حکم المسلة
بیع صحیح
دلیل المسئلة
دلیل نقلی از حدیث قولی

پھلوں کی بیع کرنے کے بعد درختوں پر چھوڑنے کی شرط لگانے کا بیان

(وشرط ترکها علی الشجر یفسد البیع کاستثناء قدر معلوم منها) أي باع الثمر علی النخیل واستثنی قدرا معلوما لا یجوز البیع؛لأنه ربما لا یبقی شيء بعد المستثنی.

ترجمہ :(اور پھل کو درخت پر چھوڑنے کی شرط لگانا بیع کو فاسد کر دیتا ہے۔جس طرح مبیع سے مقدار معلوم کا استثناء کر دینا بیع کو فاسد کر دیتا ہے)

مثلاً کسی نے درخت پر لگے ہوئے پھل فروخت کیے اور اس سے مقدار معلوم کا استثناء کر دیا تو یہ بیع جائز نہیں،اس لیے کہ ہوسکتا ہے کہ مقدار معلوم کو الگ کرنے کے بعد کچھ نہ بچے۔

تشریح: عبارت میں دو مسئلوں کا بیان ہے۔

[۱] پھل خریدنے کے بعد پکنے تک درختوں پر چھوڑ دیا جائے۔

[۲] پھلوں کی بیع اس شرط پر کرنا کہ اس میں سے معلوم مقدار مشتری کے لیے ہوگے۔

پہلا مسئلہ: صورة المسألة احادیه.

صورة المسألة: مشتری بائع سے درختوں پر پھل اس شرط پر خرید لے کہ پھل پکنے تک درختوں پر رہے گا۔

حکم المسألة: بیع فاسد(غیر صحیح،غیر باطل،غیر نافذ،غیر لازم)

دلیل المسألة:

قاعدہ: کل شرط لا یقضیه العقد فهو یفسد البیع.

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان هذا(ترك الثمر علی الشجر) شرط لایقتضیه العقد.

کبری: وکل شرط لایقتضیه العقد یفسدالبیع.

نتیجه: هذا الشرط یفسد البیع.

مذکورہ شرط عقد کے مقتضی کے خلاف ہے اس لیے کہ اگر پھل پکنے تک درختوں پر چھوڑ دیے جائیں تو کسی معاوضے کی مد میں ہوگا یا غیر معاوضے کی مد میں ہوگا۔ اور یہ دونوں "**صفقة فی صفقة**" کی وجہ سے فاسد ہیں، اس لیے کہ پہلی صورت میں عقد بیع میں عقد اجارہ آیا۔ اور دوسری صورت میں عقد اعارہ آیا اور "صفقه فی صفقة" ہونا فاسد ہے تو یہ بیع بھی فاسد ہے۔

دوسرا مسئلہ:

صورة المسألة احادیه مختلف الحکم مثنی (ذوقولین)

صورة المسألة:

بائع مشتری پر پھل اس شرط پر بیچے کہ اس میں معلوم مقدار کا پھل میرے لیے ہوگا۔

حکم المسأله: اس مسئلے مین دو قول ہیں، ایک قول ظاهر الروایة کا ہے اور دوسرا قول غیر ظاهر الروایه کا ہے۔

ظاهر الروایه: ظاہر الروایہ قول کے موافق یہ بیع درست ہے۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: کل ما یجوز ایراد العقد علیه بانفراده یجوز استثنائه من العقد

ظاہر الروایہ قول کی دلیل یہ ہے کہ فقہی قانون کے مطابق جس چیز کی مستقلا بیع جائز ہو اس کی استثناء جائز ہے۔ اور مذکورہ صورت میں ان پھلوں کی مستقلا بیع درست ہے۔ اس لیے ان کا استثناء بھی درست ہے۔

غیر ظاہر الروایۃ: غیر ظاہر الروایۃ قول کے موافق یہ بیع درست نہیں ہے۔

دلیل المسألة:

قاعدہ: بیع المجهول لا یصح

دلیل اقترانی حملی (شکل اول)

صغری: لان الباقی بعد الاستثناء مجهول.

کبری: وکل شیء صفته هکذا فبیعه لا یصح.

نتیجه: بیع الباقی بعد الاستثناء لا یصح.

بسا اوقات پھل یہی قدر ہوتے ہیں تو اس صورت میں بیع کس چیز کی جائز ہوگی، کیونکہ مبیع ہے ہی نہیں۔

مسئله

بائع مشتری پر پھل اس شرط پر بیچ دے کہ
اس میں معلوم مقدار کا پھل میرے لیے ہوگا

ظاهر الرواية

حكم المسئلة
بیع درست ہے

دليل المسئلة
كل مايجوز ايراد العقد عليه
بانفراده يجوز استثنائه من العقد

غير ظاهر الرواية

حكم المسئلة
درست نہیں ہے

دليل المسئلة
بيع المجهول لا يصح

مبیع اور ثمن کے ناپنے تولنے اور وزن کی اجرت کا بیان

(وأجـرة الكيل والوزن والعدد والزرع على البائع، وأجرة وزن الثمن ونقده على المشترى، وفى بيع سلعة بثمن سلم هو أولا ،وفى غيره سلما معا) أى فى بيع السلعة بالثمن أى بالدراهم والدنانير سلم الثمن أولا؛ لأن السلعة يتعين بالبيع، والدراهم والدنانير لا يتعين إلا بالتسليم، فلا بد من تعيينه لئلا يلزم الربوا،وفى غيره أى فى بيع السلعة بالسلعة وهو بيع المقايضة،وفى بيع الثمن بالثمن أى الصرف سلما معا؛لتساويهما فى التعيين وعدمه

ترجمہ: (مبیع کو کیل کرنے اور وزن کرنے اور شمار کرنے اور ناپنے کی اجرت بائع کے ذمہ ہوگی۔اور ثمن کو وزن کرنے اور پرکھنے کی اجرت مشتری کے ذمہ ہوگی۔اگر سامان کی بیع ثمن سے ہو رہی ہے تو اس صورت میں مشتری ثمن پہلے ادا کرے گا۔اور اس کے علاوہ دوسری صورتوں میں ثمن اور مبیع ایک ساتھ ادا کیے جائیں) یعنی اگر سامان کی بیع درہم اور دنانیر سے ہو رہی ہے تو مشتری پہلے ثمن ادا کرے گا،اس لیے کہ سامان تو بیع کے نتیجہ میں بیع ہو جاتی ہے،لیکن درہم اور دنانیر سپردگی کے بغیر متعین نہیں ہوتے۔اس لیے قبضہ کے ذریعے اس کی تعیین ضروری ہے۔تاکہ سود لازم نہ آئے۔

تشریح: مذکورہ عبارت میں چند مسائل کا ذکر ہے۔

[۱] مبیع کو کیل،وزن،شمار اور ناپنے کی اجرت کس پر ہوگی۔

[۲] ثمن کو وزن اور پرکھنے کی اجرت کس پر ہوگی۔

[۳] بیع السلعۃ بالثمن کی صورت میں مبیع اور ثمن میں سے پہلے کس کی حوالگی ہوگی۔

[۴] بیع مقایضہ میں اول کس کی تسلیم ہوگی۔

[۵] بیع صرف میں اول کس کی تسلیم ہوگی۔

پہلامسئلہ: صورة المسالة احادية

صورة المسالة: ناپنے تولنے شمار کرنے اور گز سے ناپنے کی مزدوری کس پر ہوگی۔

حکم المسالة: ان سب چیزوں کی مزدوری بائع پر ہوگی۔

دلیل المسالة:

قاعدہ: ما لا يتم الواجب الا به فهو واجب۔

چونکہ مبیع کی سپردگی بائع پر لازم اور ضروری ہے اور مبیع کی سپردگی ان چیزوں کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے۔اس لیے ان چیزوں کی مزدوری بائع پر لازم ہے۔

دوسرامسئلہ: **صورة المسالة:** ثمن تولنے اور پرکھنے کی اجرت کس پر ہوگی۔

حکم المسالة: ان چیزوں کی اجرت مشتری پر ہوگی۔

دلیل المسالة:

قاعدہ: ما لا يتم الواجب الا به فهو واجب۔

چونکہ ثمن کی سپردگی مشتری پر لازم اور ضروری ہے۔اور ثمن کی سپردگی تولنے اور پرکھنے کے بغیر ہو نہیں سکتی۔لہذا ان چیزوں کی مزدوری مشتری پر لازم ہے۔

تیسرامسئلہ: صورة المسالة احادية

صورة المسالة: سامان کو ثمن کے عوض بیع کرنے کی صورت میں ثمن اور مبیع میں سے اول کونسی چیز حوالہ کی جائے گی۔

حکم المسالة: مذکورہ صورت میں پہلے مشتری بائع کو ثمن حوالہ کرے گا پھر بائع مشتری کو مبیع حوالہ کرے گا۔

دلیل المسالة:

قاعدہ: الاثمان لاتتعين بالتعيين۔والسلعة تتعين بالتعيين۔

عقد بیع میں مبیع اور ثمن میں برابری ضروری ہے۔اور برابری اس صورت میں آتی ہے جب

متعین نہیں ہوتا، بلکہ قبضہ کرنے سے متعین ہوتا ہے۔لھذا اولا مشتری ثمن حوالہ کرے تا کہ تعین میں ثمن اور مبیع دونوں برابر ہو جائیں۔

چوتھا مسئلہ: صورۃ المسئلۃ احادیه

صورۃ المسئلۃ: بیع مقایضہ (سامان کی بیع سامان کے عوض) کی صورت میں ثمن اور مبیع میں سے اول کونسی چیز حوالہ کی جائے گی۔

حکم المسئلۃ: اس صورت میں دونوں کی حوالگی بیک وقت ہوگی۔

دلیل المسئلۃ: السلعة تتعين بالتعيين

سامان کا سامان کے عوض میں بیع کرنے کی صورت میں ثمن اور مبیع دونوں متعین ہونے میں برابر ہے۔کیونکہ دونوں طرف سامان ہیں،لہذا دونوں کی حوالگی بیک وقت ہو گی۔اسی طرح ''بیع صرف''،ثمن کا ثمن کے عوض میں بیچنے کی صورت میں بھی دونوں کی حوالگی بیک وقت ہوگی۔اس لیے کہ دونوں غیر متعین ہونے میں برابر ہے۔

تمت بالخير

دیگر کتابیں

قواعد اصول فقہ ...... مفتی محمد طیب	غیر مطبوع
مختصر اصول الفقہ ...... شاہ اسماعیل شہیدؒ	غیر مطبوع
اطیب المقال فی التوسعۃ علی العیال ...... مفتی محمد طیب	غیر مطبوع
قواعد المنطق ...... مفتی ارشاد الرحمن المعتصم	مطبوع
عصمۃ الانبیاء للامام رازیؒ ...... تحقیق و تخریج مفتی ارشاد الرحمن المعتصم	مطبوع
قواعد البلاغہ ...... مفتی ارشاد الرحمن المعتصم	غیر مطبوع

ناشر:
جامعہ دار العلوم
ویسہ، اٹک